SHEHRI

شہری

برائے بہتر ماحول

مئی تا اگست ۲۰۰۰ء

اس میں کوئی شک نہیں کہ شہریوں کا ایک چھوٹا سا گروہ جو شعور رکھتا ہو، وہ یقیناً دنیا کو بدل سکتا ہے... مارگریٹ میڈ

اندرونی صفحات پر

- تعمیراتی ضمنی قوانین
- مدافعتی ٹیکوں کی مہم
- ایٹم بم نہیں چاہئے
- کیرتھر نیشنل پارک

قومی تعمیر نو بیورو کا منصوبہ

مقامی حاکمیت کے ایک نئے نظام کی جانب سفر

پاکستان

چیف ایگزیکٹو جناب پرویز مشرف نے ۲۳ مارچ ۲۰۰۰ء کو ایک ضلعی حکومت کے منصوبے کا اعلان کیا اور وعدہ کیا کہ نچلی سطح پر عوام کو اختیارات منتقل کئے جائیں گے۔

یہ منصوبہ حال ہی میں قائم ہونے والے قومی تعمیر نو بیورو (این آر بی) نے تیار کیا ہے۔ آج کل یہ منصوبہ عوام کے سامنے بحث و مباحثے اور مشاورت

کے لئے رکھا گیا ہے۔

پاکستان کے چیف ایگزیکٹو فیصلہ کن حتمی منصوبے کا اعلان ۱۶ اگست ۲۰۰۰ء کو کریں گے۔ منصوبے کی اچھائیوں اور خامیوں پر مختلف فورم مثلاً ورکشاپوں، سیمیناروں، عوامی اجتماعات، ٹیلی کانفرنسوں اور انٹرنیٹ کے ذریعے بحث جاری ہے۔

شہری سی بی ای نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے فیڈرک نومان فاؤنڈیشن کے تعاون سے مجوزہ منصوبے پر ایک عوامی مشاورت کا اہتمام کیا عوامی خیالات جاننے کے لئے ورکنگ گروپ اجلاسوں کا طریقہ اختیار کیا

گیا۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سید تنویر حسین نقوی چیئرمین این آر بی اور جناب عمر اصغر خان وفاقی وزیر برائے لوکل باڈیز اور دیہی ترقی، ماحول و محنت مہمان مقررین تھے۔ جناب فرحان انور ایگزیکٹو رکن شہری سی بی ای نے ورکشاپ کے ماڈریٹر کے فرائض

مجوزہ منصوبہ
ایک قصہ کوتاہ

حکومت نے ۲۳ مارچ ۲۰۰۰ء کو تفویض اختیارات کے لئے جس منصوبے کا اعلان کیا وہ قومی تعمیر نو کے ساتھ رکنی ایجنڈے کا ایک حصہ ہے۔ قومی جمہوریت کی بحالی کی جانب پہلے قدم میں چیف ایگزیکٹو نے جمہوریت کی بنیادی سطح، ضلعی اور مقامی حکومتوں کے قیام کی خواہش کا اظہار کیا تھا۔

حکومت نے نچلی سطح کی جمہوریت کے پھل کے حصول کے لئے ایک پیچیدہ ڈھانچہ تجویز کیا ہے۔ قومی تعمیر نو بیورو نے ۲۳ مارچ ۲۰۰۰ء کو قوم کے سامنے ایک مجوزہ ڈھانچہ پیش کیا حکومت نے اس مسودے کو ۱۴ اگست ۲۰۰۰ء تک حتمی شکل دینے اور دسمبر تک لوکل گورنمنٹ الیکشن کے عمل کو شروع کرنے کا وعدہ کیا ہے۔

ڈھانچے کی تعمیر ضلع کی بنیادی انتظامی اکائی پر ہے۔ ابتدائی اہم قانون ساز ادارہ ضلعی اسمبلی ہوگی جو ۶۶

باقی صفحہ ۲ پر

شہری

بی206 بلاک 2- پی ای سی ایچ ایس
کراچی، پاکستان
ٹیلی فون/ فیکس 92-21-453-0646

E-mail address:shehri
@onkhura.com
(web site) URL:http://www.
onkhura.com/shehri

ایڈیٹر : بینا صدیقی

انتظامی کمیٹی

چیئرپرسن : قاضی فائز عیسیٰ
وائس چیئرپرسن : ڈکٹوریہ ڈی سوزا
جنرل سیکریٹری : امبر علی بھائی
خزانچی : حنیف-اے ستار
ارکان : نوید حسین، خطیب احمد
ایس رضا علی گردیزی

شہری اسٹاف

کو آرڈی نیٹر : مسز منصور
اسسٹنٹ کو آرڈی نیٹر : محمد ریحان اشرف

شہری ذیلی کمیٹیاں

آلودگی کے خلاف : نوید حسین
تحفظ ورثہ : وائلٹ آذر دوبلی، حمیرا رحمن
میڈیا اور بیرونی روابط : حمیرا رحمن، محسن جعفری، فرحان انور
قانون : قاضی فائز عیسیٰ، امبر علی بھائی، رولینڈ ڈی سوزا، وکٹوریہ ڈی سوزا، خطیب احمد
پارکس اور تفریح : خطیب احمد
اسلحہ سے پاک معاشرہ : نوید حسین
قاضی فائز عیسیٰ
مالی حصول : تمام ارکان

ذیلی کمیٹیوں کی رکنیت شہری برائے بہتر ماحول کے تمام ارکان کے لئے کھلی ہے۔ اس اشاعت میں شامل مضامین کو شہری کے حوالے کے ساتھ شائع کرنے کی اجازت ہے۔

ایڈیٹر/ ادارتی عملہ کا خبرنامہ میں شائع ہونے والے مضامین سے متفق ہونا ضروری نہیں

لے آؤٹ اور ڈیزائن : زیڈ یو لالہ
پروڈکشن : انٹرپرائز کمیونیکیشن

SHEHRI-CBE
acknowledges the support of
The Friedrich-Naumann
Foundation

رکن IUCN
دی ورلڈ کنزرویشن یونین

جنرل (ر) سید تنویر حسین نقوی
چیئرمین این آر بی

سرانجام دیئے۔

جناب فرحان انور نے ورکشاپ کے طریقہ کار اور نمایاں مقاصد کا خاکہ بیان کیا انہوں نے منصوبہ کے بعض پہلوؤں مثلاً انتظام اور ساخت سے متعلق زبردست بحث کی۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سید تنویر حسین نقوی نے اجلاس کا انتظام کرنے پر شہری سی بی ای کی اس پیش قدمی کی تعریف کی اور کہا کہ "یہ منصوبہ لوگوں کو حق انتخاب فراہم کرتا ہے۔ اجلاس میں یہ مسئلہ اٹھایا گیا تھا کہ منتخب نمائندوں اور سول سروس کا شاید ایک دوسرے سے ٹکراؤ ہو۔ اس کا جواب دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ "اختلاف کا ہونا ناگزیر ہے لیکن تنازعہ کو چیک اینڈ بیلنس کے ذریعے مجوزہ نظام کے اندر رہتے ہوئے طے کیا جائے گا۔ انہوں نے مزید کہا کہ تنازعات کو طے کرنے کے لئے ایک میکنزم مہیا کیا جائے گا۔

وفاقی وزیر جناب عمر اصغر خان

بقیہ ⇦ مجوزہ منصوبہ

نشستوں پر مشتمل ہوگی۔ جن میں سے ۵۰ کو براہ راست چنا جائے گا جبکہ دس نشستوں پر خواتین۔ تین' کسانوں/ کارکنوں اور تین' اقلیتی اراکین کو بھی براہ راست انتخاب کیا جائے گا۔ یونین کونسل کے چیئرمین کا انتخاب بھی براہ راست ہوگا۔ اسمبلی کی صدارت ڈپٹی چیف میئر کرے گا جس کا انتخاب ضلع کے عوام براہ راست کریں گے۔ چیف ڈپٹی میئر نشست کا مقابلہ چیف میئر کے لئے امیدوار کے ساتھ جوائنٹ ٹکٹ پر کرے گا۔ موخرالذکر ضلع کا سربراہ ہوگا۔ جس کا انتخاب بھی عوام کریں گے وہ ضلع انتظامیہ کا سربراہ بھی ہوگا اور اس کی سمت کا تعین کرنے کا ذمہ دار ہوگا۔

ضلعی انتظامیہ ۱۳ شعبوں پر مشتمل ہوگی۔ جن کے سربراہ ضلعی افسران ہوں گے۔ ایک ضلعی رابطہ افسر مجموعی ان کو مربوط رکھے گا یہ افسر چیف میئر کی ماتحتی میں کام کرے گا۔ ضلعی افسران کی تقرری چیف میئر کرے گا۔ جس کی تائید ضلعی اسمبلی کرے گی۔ اسمبلی دو تہائی اکثریت سے ضلعی افسران کو برخاست کرنے پر قادر ہوگی۔ اسمبلی کا ایک نمایاں قانون ساز اختیار یہ ہوگا کہ وہ ضلعی ترقی سالانہ منصوبوں' ضلعی بجٹ' نئے محصولات کی تخلیق اور نئے ضمنی قوانین کو منظور کرسکتی ہے۔ وہ مخصوص مسائل کی نگرانی کے لئے خصوصی کمیٹیاں قائم کرنے اور پالیسیاں بنانے کے قابل ہوں گی۔ پولیس صوبائی موضوع رہے گی جبکہ ضلعی عدالتی نظام کی اصلاح کی جائے گی اور انتظامی شعبوں سے عدالتی اور نیم عدالتی اختیارات واپس لے لئے جائیں گے۔

ضلعی ڈھانچے کو تحصیل کونسلوں اور یونین کونسلوں کے نظام سے تقویت دی جائے گی۔ تحصیل کونسل تحصیل کو بلدیاتی خدمت فراہم کرے گی اور ضلعی حکومت کے حکام کی کارکردگی کی اس سطح پر نگرانی کرے گی۔ اس کا سربراہ ایک میئر ہوگا جو تحصیل کونسل سے منتخب ہوگا۔ یہ تحصیل کونسل ۳۴ اراکین پر مشتمل ہوگی جس کا انتخاب یونین کونسلر کریں گے۔ کونسل میں خواتین کی پانچ' اقلیتوں اور کسانوں کی دو نشستیں ہوں گی۔ عوام یونین کونسل کا انتخاب براہ راست کریں گے۔ ۸ خواتین اور ۸ مرد براہ راست منتخب ہوں گے۔ ۴ مرد اور ۴ خواتین کارکن /کسان ایک مرد اور ایک خاتون اقلیتی نمائندے ہوں گے۔ یونین کونسلیں ماہرین کی کمیٹیاں قائم کریں گی جو حکومتی شعبوں کی کارکردگی کو مانیٹر کریں گی اور قدر و قیمت کا اندازہ لگائیں گی یہ حکومت اور کمیونٹیوں کے درمیان ثالث کی حیثیت سے کام کریں گی۔

شہریوں کی براہ راست شرکت کی کنجی شہریوں کی کمیونٹی بورڈوں میں ہوگی یہ بورڈ یونین کونسل کمیٹیوں کی دیہات/ قصبوں کی سطح پر حکومت کی کارکردگی کو مانیٹر کرنے کے لئے تخلیق کئے جائیں گے۔ ان کا اعلان سرکاری طور پر ہوگا اور سرکاری شعبے ان کی جانچ پڑتال کو نوٹ کریں گے۔ شہری بھی دیہی کونسلوں کے ذریعے براہ راست شرکت کے قابل ہوسکیں گے۔

منتخب نمائندوں کی سیاسی تربیت کے موضوع کے بارے میں انہوں نے کہا کہ تربیت فراہم کرنے اور منصوبہ بندی کرنے والے ماہرین کے ذریعے صلاحیتوں کی تعمیر کے لئے ایک پروگرام تیار کیا جائے گا۔

جنرل نقوی نے کہا کہ "شہریوں کے کردار کی قدر و قیمت بڑھی ہے کیونکہ شہری کی حیثیت سے وہ اپنے

پولیس ہمیشہ صوبائی موضوع رہے گا، ضلع پولیس ایسے افراد پر مشتمل ہوگی جو اس مخصوص ضلع میں رہائش پذیر ہوں گے

جناب فرحان انور

خلاف کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے۔ انہوں نے شہری اور سی پی ایل سی جیسی شہری تنظیموں کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ شہری کیونٹی بورڈ کے قیام کے ذریعے یہ کردار مزید بڑھے گا۔

انہوں نے اس نقطے کا اظہار بھی کیا کہ پولیس ہمیشہ صوبائی موضوع رہے گا ضلع پولیس ایسے افراد پر مشتمل ہوگی جو اس مخصوص ضلع میں رہائش پذیر ہوں گے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ضلعوں کے درمیان رابطہ بھی ایک صوبائی موضوع ہوگا۔ کراچی اور لاہور جیسے بڑے شہروں کے لئے ایک علیحدہ شہری ضلعی منصوبہ تیار کیا گیا ہے۔

جنرل نقوی کی تقریر کے بعد ورکنگ گروپوں کے اجلاس ہوئے پانچ ورکنگ گروپ بنائے گئے۔ بعد میں ان کی سوچ و بچار کے نتائج وفاقی وزیر جناب عمر اصغر خان کے سامنے پیش کیے گئے۔

جناب عمر اصغر خان نے اپنی تقریر میں اس عمومی تاثر سے اتفاق نہیں کیا کہ دیہی علاقوں میں خواتین کی شرکت کم ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ اس عمومی مفروضے کے برخلاف دیہی علاقوں میں کیونٹی کے لئے کی جانے والی کوششوں میں خواتین کی شرکت مردوں کے مقابلے میں کئی گنا زیادہ ہوتی ہے۔

جناب خان نے کہا "اس سبب کے باعث خواتین کو یونین کونسلوں میں مساوی نمائندگی دی گئی ہے۔ ضلع کونسلوں میں ان کی شرکت پذیری کے مسئلے کی وجہ سے ان کی نمائندگی کم ہے۔ ضلعی اسمبلیوں کے اختیارات میں آہستہ آہستہ اضافہ ہوگا لیکن ابتداء میں ایسا ہونا ممکن نہیں ہے۔

جناب فرحان نے شرکاء کو مطلع کیا کہ انتخابی اصلاحات پر تیزی سے کام ہو رہا ہے۔ انتخابی مہم میں ضابطہ اخلاق بھی شامل ہوگا۔ انتخابی مہم کے عمل میں مضبوط و طاقتور ابلاغ کی شمولیت بھی رکھی جائے گی۔

آخر میں جناب فرحان انور نے شرکاء اور مہمان مقررین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ورکشاپ کے اختتام کا اعلان کیا۔

Proposed Devolution of Power Plan

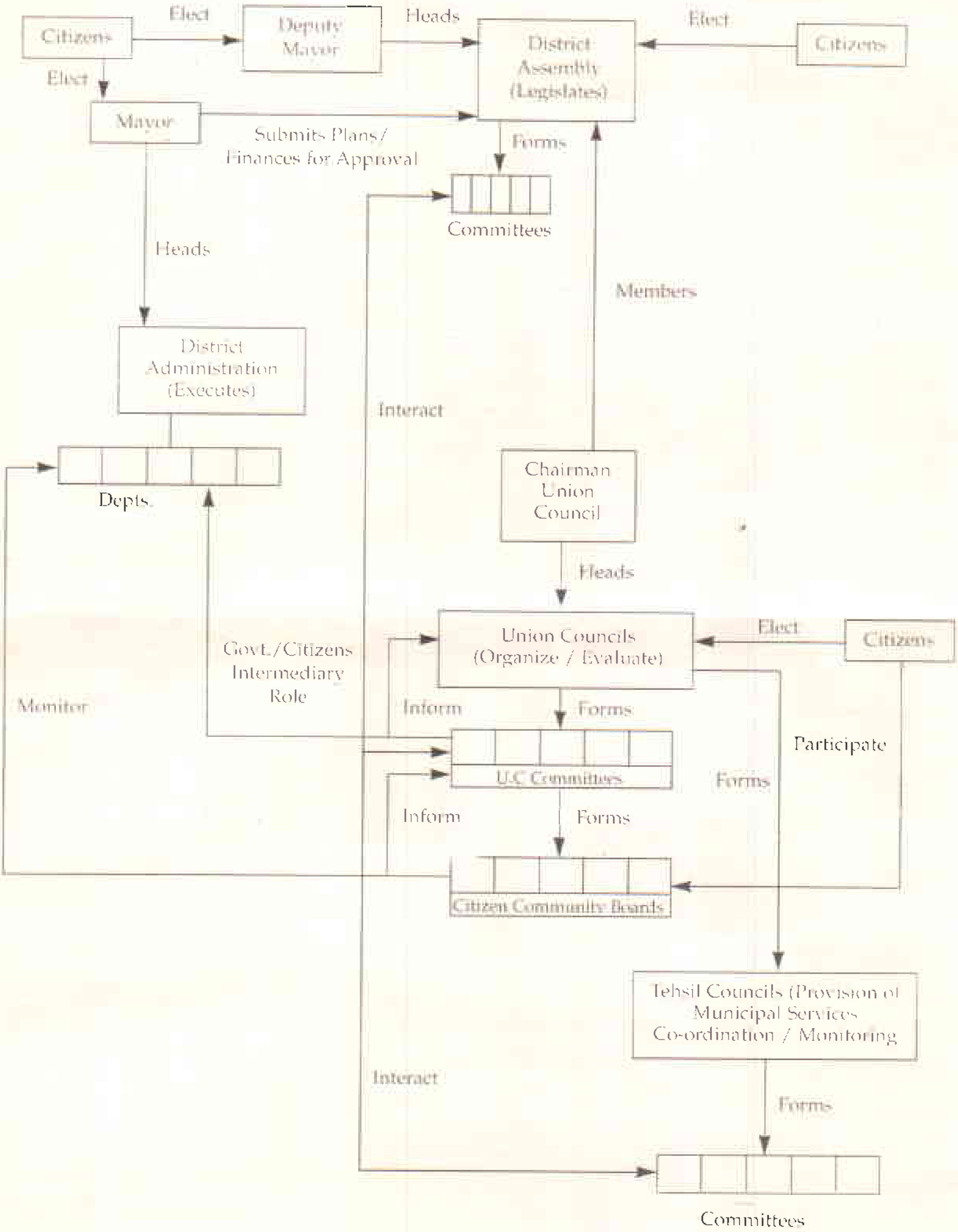

Plan visualization by Farhan Anwar, Shehri-CBE

تعمیراتی ضمنی قوانین کی تجدید کیلئے کمیٹی کا قیام

گورنر سندھ نے مئی ۱۹۹۹ء کو ایک کمیٹی قائم کی جس کے سربراہ کلیم الدین

چیئرمین پاکستان کونسل آف آرکیٹیکٹ اینڈ ٹاؤن پلانرز (PCATP) تھے۔ کمیٹی کا کام کراچی بلڈنگ اینڈ ٹاؤن پلاننگ مسودہ کو جدید تر بنانا تھا یہ طے کیا گیا کہ وہ جو کچھ بھی پیش کریں وہ کراچی کے عوام و شہر کے ماحول کے مفاد میں ہو اور کسی بھی طرح کسی کے ذاتی مفاد کا مظہر نہ ہو۔

کمیٹی نے منصوبہ بندی کے مندرجہ ذیل انتخاب/اختیارات پر غور کیا۔

○ محتاط و بے کم و کاست معنوں کے ساتھ تعریفوں کا تعین۔

○ نئی تعریفوں کی شمولیت۔

○ قواعد و ضوابط میں موجود ابہام/تضادات کا خاتمہ۔

○ تمام بددیانتی اور غلط کاریوں کو روکنے اور خریدار کے مفاد کے تحفظ کے لئے کوششیں بروئے کار لانا۔

○ منصوبہ بندی کرنے والوں کو اہم کردار دیا گیا لیکن انہیں اپنے ادا کئے گئے کردار کا ذمہ دار بھی ٹھہرایا گیا۔ ان ماہرین کو اپنی ذمہ داریوں سے بھاگنا نہیں چاہئے۔

○ بلڈنگ کنٹرول اور ٹاؤن پلاننگ کو ایک خودمختار ادارہ بنانے اور دیگر کمیٹیوں کو اس کے زیر تحت لانے کی سفارش کی گئی۔

شہری کے سیمینار میں یہ مسودہ عوام اور متعلقہ سرکاری شعبوں کے سامنے پہلی بار بحث و مباحثے اور مشاورت کے لئے پیش کیا گیا۔

جناب کلیم الدین نے کہا کہ شہری کی آبادی بڑھی ہے اور سماجی و معاشی اور ثقافتی انداز بدل گئے ہیں۔ چنانچہ اس بات کی ضرورت ہے کہ تعمیراتی ضمنی قوانین کو وقت کے تقاضوں کے مطابق بنایا جائے تاکہ منصوبے کے تحت افزائش و نشوونما کو یقینی بنایا جاسکے۔ انہوں نے مزید کہا کہ "وہ یہ محسوس کرتے ہیں کہ دلچسپی رکھنے والے

بریگیڈیئر (ر) ضمیر قادری
ڈائریکٹر جنرل کے ڈی اے

مختلف گروہوں کی کمیٹی میں مناسب نمائندگی نہیں ہے۔ مشاورتی انجینئروں کی انجمن یہ محسوس کرتی ہے کہ کمیٹی صرف ماہر تعمیرات (آرکیٹیکٹس) پر مشتمل ہے۔ آباد یہ محسوس کرتی ہے کہ بلڈروں کی نمائندگی نہیں ہوئی اور شہری کے ذریعے سے بھی عوامی نمائندگی ناکافی تھی۔ اس لئے تمام حلقوں سے تجاویز طلب کرنے کے لئے ضمنی قوانین اس سیمینار کے ذریعے کھلے عام بحث و مباحثے کے لئے پیش ہیں۔

پاکستان انجینئرنگ کونسل (PEC) کے نمائندے جناب نورالدین احمد نے زور دیا کہ شہر میں اس وقت وقوع پذیر ہونے والی بے تکی، اتفاقی اور حادثاتی طور پر ہونے والی افزائش و نشوونما کو مختلف دھاروں اور راہوں میں تقسیم کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ یہ شہر ۶ فیصد سالانہ کی شرح سے بڑھ رہا ہے۔ شرح پیدائش ۳ فیصد ہے اور نقل مکانی کرکے آنے والوں کی شرح بھی ۳ فیصد ہی ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ اس افزائش کو روکنا ممکن نہیں ہے لیکن اس کا انتظام کیا جانا چاہئے اور صرف ضمنی قوانین پر لڑنے جھگڑنے سے انصاف نہیں ہوگا

مذاکرے کے مہمان مقررین

بلکہ جو ضرورت ہے اس کا پورا ہونا لازم ہے۔

جناب نورالدین نے کہا "بیشتر عظیم شہروں میں شہر کے مرکز کی منصوبہ بندی ہمیشہ دوبارہ ہوتی ہے۔ کراچی میں ہونے والی بے تکی و حادثاتی افزائش سرطانی ہے۔ جس نے مسائل پیدا کئے ہیں اور حل افزائش روک بھی نہیں سکتے بلکہ یہ حل افزائش کو راہیں دکھاتے ہیں۔ مثال کے طور پر ہم ایک زون لیں جو پی ای سی ایچ ایس' شاہراہ فیصل اور شہید ملت پر مشتمل ہے اور یہ فیصلہ کریں کہ اسے آبادی کے کم دباؤ والے علاقے سے زیادہ دباؤ والے علاقے میں تبدیل کردے تو ہمیں اسی کے مطابق منصوبہ بندی کرنی پڑے گی۔

مقرر نے کہا "اب تک یہ طریقہ رہا ہے کہ پرانے ضمنی قوانین کے ادھر ادھر سے چھوٹے چھوٹے حصے لے لئے اور ان میں ترمیم کر ڈالی۔ یہ بڑھتے ہوئے شہر کی ضروریات کے مطابق نہیں ہے اور نئے ضمنی قوانین بڑھتی ہوئی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے بنانے ہی ہوں گے۔

انہوں نے بے تکی و اتفاقی کمرشلائزیشن کو روکنے کے لئے مندرجہ تجاویز پیش کیں۔

○ ایسے علاقوں کا تعین کیا جائے جہاں کثیرالمنزلہ عمارتیں تعمیر ہوسکتی ہیں پھر حکومت کو ضروری منصوبہ بندی کرنی چاہئے۔

○ صدر شاپنگ ایریا کو دوبارہ ترقی دی جائے اور ٹریفک فری زون قرار دیا جائے۔

○ علاقے میں کثیرالمنزلہ پارکنگ سہولتیں فراہم کی جائیں اور شٹل سروس چلائی جائے۔

مقرر نے یہ بھی کہا کہ "وہ یہ

جناب نورالدین احمد

محسوس کرتے ہیں کہ ضمنی قوانین کی پائمالی کی جاتی ہے اور کوئی انہیں نہیں اپناتا۔ انہوں نے تجویز دی کہ "تمام کرداروں کو ایک جگہ اکٹھا کرنے کے لئے شاید شہری ایک اچھا پلیٹ فارم ہے۔

بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) ظہیرالدین قادری ڈائریکٹر جنرل کے ڈی اے نے کہا کہ ادارہ ترقیات کراچی اور بلدیہ کراچی نے گاڑی چلانے والوں کے لئے پارکنگ کی بہتر سہولتوں کی فراہمی کے لئے ایک منصوبہ تشکیل دیا ہے یہ سڑکوں پر بے تکے غلط انداز میں گاڑیاں پارک کرنے کے رجحان کی حوصلہ شکنی کرے گا اور ٹریفک کے بہاؤ میں مدد کرے گا۔

شہر کے ماسٹر پلان کے بارے میں انہوں نے بتایا کہ کے ڈی اے کے ماسٹر پلان ڈپارٹمنٹ نے شہر کے ماسٹر پلان ۲۰۰۰ء پر عمل کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اگرچہ کہ اس میں بہت دیر ہوچکی ہے۔

یہ ماسٹر پلان ۱۹۹۳ء میں تیار ہوا تھا لیکن اس کا سرکاری طور پر اعلان کبھی نہیں ہوا۔

ضمنی قوانین کے بارے میں بات کرتے ہوئے کے ڈی اے کے سربراہ نے کہا کہ شہر میں بے تکی اور غلط افزائش و نشوونما کی حوصلہ شکنی کی خاطر شہر بھر کے لئے یکساں تعمیراتی ضمنی قوانین کا ہونا بہت ضروری ہے۔

جناب رولینڈ ڈی سوزا

انہوں نے کہا "شہر میں درجنوں ادارے زمینوں کے مالک ہیں۔ تعمیرات کے لئے ہر ایک کے اپنے اپنے قواعد و ضوابط ہیں اور شہری منصوبہ بندی نے اس بے ترتیبی اور گڑبڑی میں اضافہ کیا ہے۔" انہوں نے مزید کہا کہ "مجوزہ تعمیراتی ضمنی قوانین کی خاموش خصوصیات میں سے ایک یہ خصوصیت یہ ہونی چاہئے کہ زمین رکھنے والے تمام پندرہ ادارے ان پر لفظ و روح کے ساتھ عمل درآمد کرنے کے پابند ہوں۔

انہوں نے کہا کہ "سابق گورنر نے تعمیراتی قواعد و ضوابط اور شہری منصوبہ بندی کے ضمنی قوانین کو وقت کے تقاضوں کے مطابق بنانے کے لئے

شہری آبادی میں اضافے سے سماجی و معاشی انداز بدل گئے ہیں اس لئے تعمیراتی ضمنی قوانین کو حالات کے مطابق بنایا جائے

جو کمیٹی قائم کی تھی وہ اپنی کارروائی جون تک مکمل کرلے گی اور اس کا اعلان جولائی کے وسط تک کردیا جائے گا۔ کراچی کے لئے یکساں تعمیراتی اور شہری منصوبہ بندی کے قواعد و ضوابط کی ضرورت ہے تاکہ ایک منظم افزائش و نشوونما کو یقینی بنایا جاسکے۔

جناب ممتاز ہاشمی نے کراچی بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی (کے بی سی اے) کی نمائندگی کرتے ہوئے کہا کہ اس معاملے میں ماہرانہ رسائی اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔ زمین کی رہائش سے تجارتی استعمال میں تبدیلی کی اجازت صرف ان زون یا علاقوں میں دی جائے جو تجارتی قرار دیئے گئے ہوں۔

مزید یہ کہ ٹیکنیکل کمیٹیاں قائم کی جائیں اور نااہل افراد کی حوصلہ شکنی کی جائے۔ مقرر نے یہ تجویز پیش کی کہ کم سے کم معیارات کو بھی ڈھیلا ڈھالا نہیں ہونا چاہئے۔

تقاریر کے بعد مزید معلوماتی سوال و جواب کا دور ہوا مقررین نے عمومی اور ذاتی نوعیت کے سوالات کے جواب دیئے۔

سندھ ہائیکورٹ کے سابق جج جناب شفیع محمدی نے سوال کیا تھا کہ کیا کے بی سی اے۔ کے ڈی اے یا نجی بااثر این جی اوز یہ فیصلہ کرنے کی ذمہ دار ہیں کہ زیر تعمیر چند عمارات قانونی یا غیر قانونی ہیں؟

قاضی فائز عیسٰی چیئرمین شہری سی بی ای نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ اگر کے بی سی اے اہلیت و ذمہ داری کے ساتھ کام کر رہی ہوتی تو کسی این جی او کو عدالت میں جانے کی ضرورت نہ ہوتی۔ انہوں نے زور دیتے ہوئے کہا کہ جج کو معاملے کی تہہ

باقی صفحہ ۲۰ پر

ریحانہ افتخار

بچوں کے مدافعتی ٹیکوں کی مہم کو وسعت دینے کی ضرورت ہے

گزشتہ دنوں اقوام متحدہ کے ذیلی ادارے یونی سیف نے اقوام کی ترقی ۲۰۰۰ء کے عنوان سے ایک رپورٹ جاری کی ہے۔ یہ رپورٹ گزشتہ آٹھ برسوں سے باقاعدگی سے شائع کی جاتی ہے۔ جس میں تمام بچوں کو ایک بہتر زندگی گزارنے کا موقع فراہم کرنے کے لئے عالمی ترقی کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ ۱۹۹۰ء میں بچوں کی ایک عالمی کانفرنس کا انعقاد ہوا تھا۔ جس میں بچوں کے لئے کچھ مقاصد طے کئے گئے تھے چنانچہ بچوں کے حقوق کے کنونشن میں ہونے والی فیصلوں کی توثیق تقریباً" ہر ملک نے کی۔ اس رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ جب قومیں بچوں کی فلاح و بہبود اور ان کے بچوں کے تحفظ میں سرمایہ کاری کرتی ہیں تو اس کے مثبت نتائج کیا اخذ ہوتے ہیں۔

اقوام کی ترقی ۲۰۰۰ء کی اس رپورٹ کی تقریب رونمائی کے موقع پر یونی سیف نے "بچوں کے لئے اتحاد کی تعمیر پر قومی مشاورت" کے عنوان پر ایک سیمینار کا اہتمام کیا جس میں ایچ آئی وی/ایڈز' مدافعتی ٹیکوں' بچوں کی ابتدائی دیکھ بھال اور بچوں کے تحفظ کے موضوعات زیر بحث لائے گئے۔

پاکستان میں یونی سیف کی نمائندہ سیراپ میکنو نے شرکاء کو خوش آمدید کہتے ہوئے بتایا کہ اقوام کی ترقی ۲۰۰۰ء نامی اس رپورٹ کی رونمائی پاکستان سمیت ۱۶۵ ملکوں میں ہوئی ہے۔

سندھ کے وزیر خزانہ عبدالحفیظ شیخ نے پہلے اجلاس کی صدارت کی جو ایڈز اور ایچ آئی وی کے بارے میں تھا۔ ایڈز کے بارے میں ایڈز کنٹرول پروگرام کی جانب سے ایک دلچسپ اور معلوماتی ڈرامہ بھی پیش کیا گیا۔ مقررین میں ایڈز کنٹرول پروگرام کے ڈاکٹر شرف علی شاہ' پاکستان ایڈز سوسائٹی کے جناب شوکت علی' اے پی پی کی محترمہ رفیعہ حیدر اور بوائے اسکاؤٹ جناب نوشیرہو دبھائی شامل تھے۔

صوبائی وزیر خزانہ جناب حفیظ شیخ نے کہا کہ ایڈز ایک عالمی مسئلہ ہے اور اس پر غیر معمولی کوششوں کی بدولت قابو پایا جاسکتا ہے۔ اب یہ کہنا درست نہیں ہے کہ ایڈز ہمارے ملک کا مسئلہ نہیں ہے۔ دنیا ایک چھوٹے گاؤں میں بدل چکی ہے۔ ہمیں اپنی اجتماعی کوشش سے اس مسئلے کا حل تلاش کرنا ہوگا۔ انہوں نے اس چیلنج کا مقابلہ کرنے کے لئے این جی اوز اور دیگر تنظیموں کو اپنے مکمل تعاون کا یقین دلایا۔

سندھ ایڈز کنٹرول پروگرام کے کوآرڈی نیٹر نے بتایا کہ پاکستان میں ایڈز کے پہلے مریض کا پتہ ۱۹۸۶ء میں چلا تھا اور دسمبر ۱۹۹۹ء تک پورے ملک میں سولہ ہزار ایڈز کے مریضوں کی موجودگی کا علم ہوا ہے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ حکومت سندھ نے ایچ آئی وی کٹ تمام سرکاری اسپتالوں میں مہیا کئے ہیں۔

سیمینار کے دوسرے اجلاس میں بچوں کے حقوق پر بات کی گئی۔ جو بچوں کو مدافعتی ٹیکے لگوانے' ان کی ابتدائی دیکھ بھال اور تحفظ سے متعلق تھے۔ اس سلسلے میں صوبائی وزیر نے کہا کہ ہمارے ملک کا بہترین سرمایہ ہمارے بچے ہیں اور اگر ہمیں دیرپا ترقی کرنی ہے تو ہمیں اپنے بچوں پر توجہ مرکوز کرنی ہوگی۔

راستی تھیٹر گروپ نے بچوں کو مدافعتی ٹیکے لگوانے کی اہمیت پر نہایت خوبصورت ڈرامہ پیش کیا اور پانچ جان لیوا بیماریوں اور پولیو کے خلاف شعور و آگاہی پیدا کرنے کی کامیاب کوشش کی۔

اس اجلاس سے ڈاکٹر بزمی انعام' جناب منظر الہی' جناب کریم دہلانی' ڈاکٹر شمس انصاری اور ڈاکٹر غفار بلو نے خطاب کیا جبکہ صدارت کے فرائض جناب پروفیسر نعیم انصاری نے انجام دیئے۔

تیسرے اجلاس میں پاکستان پیڈیاٹرک ایسوسی ایشن کے جنرل

باقی صفحہ ۲۲ پر

دنیا بھر میں ۳۴ء۳ ملین افراد ایڈز کا شکار ہوچکے ہیں جن میں سے ایک تہائی تعداد نوجوانوں کی ہے جن کی عمریں ۱۵ سے ۲۴ برس کے درمیان ہیں

شہری کا دسواں سالانہ اجلاس

امبر علی بھائی جنرل سیکریٹری شہری برائے بہتر ماحول

ایجنڈا

۱۔ نویں سالانہ جنرل میٹنگ کی کارروائی کی روداد کی توثیق کرنا۔

۲۔ ۱۹۹۹ء میں ہونے والی شہری کی سرگرمیوں کے باری میں جنرل سیکریٹری کی رپورٹ قبول کرنا۔

۳۔ ۳۱ دسمبر ۱۹۹۹ء کو ختم ہونے والے سال کے لئے آڈٹ شدہ اکاؤنٹس اسٹیٹ منٹس کو قبول کرنا۔

۴۔ سال ۲۰۰۰ء کے لئے آڈیٹر کی تقرری و معاوضے کا تعین کرنا۔

۵۔ صدر کی اجازت سے دوسرا کوئی اور مسئلہ بھی زیر بحث لایا جاسکتا ہے۔

ایجنڈا کا آئٹم نمبر ۱

مسز امبر علی بھائی جنرل سیکریٹری شہری نے شہری اے جی ایم ۱۹۹۹ء کی روداد پڑھ کر سنائی جو ۳ اپریل ۱۹۹۹ء کو منعقد ہوئی تھی۔ اس کو قبول کرنے کی تجویز ایک رکن جناب سید ایس حیدر نے پیش کی اور ایک اور رکن جناب ڈیرک ڈین نے اس کی تائید کی اس طرح روداد کی توثیق ہوگئی۔

ایجنڈا کا آئٹم نمبر ۲

مسز امبر علی بھائی نے شہری سرگرمیوں کی سالانہ رپورٹ ۱۹۹۹ء کے لئے اکاؤنٹس کی تفصیلات پڑھ کر سنائیں جس کی تجویز جناب فرحان انور و تائید جناب فاروق فیصل نے کی اور سالانہ رپورٹ کی توثیق کردی گئی۔

ایجنڈا کا آئٹم نمبر ۳

اکاؤنٹس کی تفصیلات دی گئیں۔

آڈٹ شدہ اکاؤنٹس کی کاپی اراکین کے درمیان تقسیم کی گئی۔ بعض عنوانوں کی وضاحت کی گئی۔ مثلاً ایک مدت کے لئے کرائے کو ظاہر نہیں کیا گیا تھا تاکہ جناب نوید کو دیئے گئے اس قرضے کو ہم آہنگ کیا جاسکے جو انہیں حادثے سے دوچار ہونے کے بعد دیا گیا تھا۔

مسز امبر علی بھائی نے وضاحت کی کہ شہری کو سال ۱۹۹۹ء کے لئے فنڈ فراہم کرنے کے لئے ڈونرز پر ۷۵ فیصد انحصار کرنا پڑا تھا۔ بقیہ ۲۵ فیصد شہری کے اپنے فنڈز سے پورا کیا گیا۔ انہوں نے مزید بتایا کہ شہری نے ان رہائشی افراد سے رقم جمع کی جن کے مقدمات شہری نے درج کرائے ہیں۔ فنڈز اکٹھا کرکے تنظیم کی مدد کرنے کے لئے دیگر اراکین کی حوصلہ افزائی بھی کی گئی۔

شرکاء کو مطلع کیا گیا کہ انکم ٹیکس سے مستثنٰی قرار دیئے جانے کے لئے سرٹیفکیٹ لینا پڑتا ہے جو ایک سال کی مدت کے لئے حاصل کرلیا گیا ہے۔ اس سرٹیفکیٹ کے حصول کی بنیادی شرط کو پورا کرنے کے لئے سرکاری سیکورٹیز میں ۵۰ ہزار روپے رکھے گئے ہیں۔

جناب مصلح الدین نے اکاؤنٹس کی تجویز دی جس کی تائید جناب ڈیرک ڈین نے کی جس کے بعد اکاؤنٹس کی توثیق ہوگئی۔

ایجنڈا کا آئٹم نمبر ۴

آڈیٹرز جناب اویس حیدر زماں اینڈ کمپنی' چارٹرڈ اکاؤنٹس کے لئے سال ۲۰۰۰ء کے لئے معاوضہ ۴۵۰۰ روپے مقرر کیا گیا۔ اس کی تجویز جناب ہارون خان پیش کی جس کی تائید محترمہ عذرا عقیل نے کی اور یہ رقم قبول کرلی گئی۔

ایجنڈا کا آئٹم نمبر ۵

بہادر آباد کوڑے کرکٹ کے انتظام کے سلسلے میں کے ایم سی کے عہدیداروں سے معلومات حاصل کی گئیں۔ جنہیں اراکین کے علم میں لایا گیا۔

اراکین کو یہ بتایا گیا کہ تنظیم سرگرمیاں منظم کرنا چاہتی ہے اس کی خواہش ہے کہ رضاکار آگے آئیں اور کام میں مدد کریں۔ اس مقصد کے لئے مختلف اسکولوں کے ۱۵ سے ۱۸ برس کے طالب علموں سے رابطہ کیا جائے گا۔

اراکین کو تعمیراتی ضمنی قوانین

کے مسودے کے بارے میں معلومات فراہم کیں جو سابق گورنر کی بنائی ہوئی کمیشن نے تیار کیا تھا اور اب عوامی آراء اور تجاویز کے لئے پیش ہے۔ عوام کے نقطہ نظر کو آواز دینے کے لئے شہری نے اس سیمینار کو منظم کیا ہے اور اس میں شرکت کے لئے اراکین کی حوصلہ افزائی کی گئی۔

مینجنگ کمیٹی کے سامنے بعض تجاویز بھی رکھی گئیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

مسز رفعت نے تجویز پیش کی کہ ممبرشپ فیس کو ۳۰۰ روپے سے بڑھا کر ۵۰۰ روپے کردی جائے۔ دوسرے دو اراکین نے اس خیال کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ شہری ایک این جی او ہے اس لئے فیس یہ ہی رہنی چاہئے کیونکہ اسے آسانی سے ادا کیا جاسکتا ہے۔ انہوں نے مزید یہ بھی کہا کہ جو شخص زیادہ ادا کرسکتا ہے وہ چندے کی صورت میں دے سکتا ہے۔

جناب حیدر نے اس خیال کو پیش کیا کہ آغا خان کی طرز پر چندہ جمع کرنے کی کوئی مہم شروع کی جائے جس نے صرف چار ماہ کے عرصے میں دو کروڑ روپے کا فنڈ جمع کیا۔ کیونکہ جناب حیدر فنڈ اکٹھا کرنے کی اس مہم کے ایک شریک رکن تھے اس لئے انہیں اس میدان میں کچھ تجربہ ہے ان سے کہا گیا کہ وہ خود اس سلسلے میں عملی قدم اٹھائیں جناب حیدر کو شہری کے لئے فنڈ اکٹھا کرنے والی کمیٹی کا انچارج بنایا گیا اس کا نام جناب ڈین نے تجویز کیا جس کی تائید ڈاکٹر گردیزی اور جناب فرحان نے کی۔

> **سال ۱۹۹۹ء میں شہری کو فنڈز کی فراہمی کے لئے ڈونرز پر ۷۵ فیصد انحصار کرنا پڑا تھا بقیہ ۲۵ فیصد شہری کے اپنے فنڈز سے پورا کیا گیا**

جناب ندیم احمد نے تجویز دی کہ اگر میٹنگ کا وقت ۵ بجے شام کردیا جائے تو شرکاء کی تعداد میں اضافہ ہوسکتا ہے۔

جناب محمد علی رشید نے کے ایم سی کے لئے ایک مانیٹرنگ کمیٹی کے قیام کی تجویز پیش کی۔

کیونکہ دوسرا کوئی موضوع زیر بحث نہیں رہا تھا اس لئے صدر اور شرکاء کا شکریہ ادا کرنے کے بعد میٹنگ برخاست کردی گئی۔

تحفظ اور حاکمیت کے درمیان رابطے کی دریافت

فطرت کے تحفظ کے لئے بین الاقوامی یونین (IUCN) پاکستان نے حال ہی میں چترال ضلعی تحفظ کی حکمت عملی بنائی ہے۔ حکومت پاکستان کے حالیہ اعلان کردہ ضلعی حاکیت کے منصوبے کے ساتھ ادغام اور رابطوں کو بڑھانے کے امکانات کو تلاش کرنے کی غرض سے چترال میں ۷ جون ۲۰۰۰ء کو ایک گول میز کانفرنس منعقد ہوئی جس میں شہری معاشرے سے تعلق رکھنے والے نمایاں شہریوں اور سرکاری شعبے نے شرکت کی اس موقع پر جناب فرحان انور ایگزیکٹو رکن شہری سی بی ای مہمان مقررین میں سے ایک تھے۔

فرحان انور اجلاس سے خطاب کررہے ہیں

شہری نوجوان اراکین

نے سی پی ایل سی کے مرکزی رپورٹنگ سیل کا دورہ کیا

شہری انتظامیہ نے اپنے نوجوان اراکین (جن کا تعلق کراچی کے مختلف اعلیٰ تعلیمی اداروں سے تھا) کے لئے سٹیزن پولیس لائزان کمیٹی کے مرکزی رپورٹنگ سیل کے ایک تعلیمی و ادراک بڑھانے والے دورے کا اہتمام کیا۔ مسز منصور ایڈمنسٹریٹر شہری، محمد ریحان اشرف نائب کو آرڈی نیٹر اور شہری کے ایگزیکٹو رکن فرحان انور نوجوان اراکین کے ساتھ تھے۔ مرکزی رپورٹنگ سینٹر کے دفتر میں جناب زبیر نے شہری گروپ کا استقبال کیا اور دورے کی رہبری کی۔ ملاقاتی ٹیم کو مرکزی رپورٹنگ سیل آفس کے مختلف شعبے دکھائے گئے۔ جن اعداد و شمار کو اکٹھا کرنے، محفوظ کرنے، ڈیجیٹل میپنگ اور جرائم کا سراغ لگانے کی سہولتیں ہیں۔

کار کی چوریوں اور اغوا برائے تاوان جیسے جرائم کے خلاف جنگ کرنے میں کس طرح مدد اور تعاون فراہم کر رہی ہے۔ جرائم کے انداز، ملزموں کا پتہ چلانے اور متعلقہ معلومات کو دستاویزی شکل میں مکمل کرنے کے لئے جدید ٹیکنالوجی اور طریقہ کار استعمال کئے گئے۔ ایک جغرافیائی معلوماتی نظام (GIS) بھی تیار کیا گیا ہے جس کی بنیاد کراچی کے ڈیجیٹل نقشے پر ہے اور اسے مستقل وقت کے تقاضوں کے مطابق جدید تر کیا جاتا ہے۔ مرکز کے دورے کے بعد سوال و جواب کا ایک دور ہوا جس میں جناب زبیر نے دورہ کرنے والی ٹیم کے مختلف سوالوں کے جواب دیئے۔

ش. فرخ

ہمیں ایٹم بم نہیں... زندگی چاہئے

ایچ پی آئی (Human Poverty Index) کے مطابق پاکستان کی پچاس فیصد آبادی تین محرومیوں کا شکار ہے۔ لمبی عمر، علم اور ضابطہ طرز زندگی۔

گزشتہ پانچ برسوں کے دوران ہم نے اپنی کثیر پونجی ایٹمی بم بنانے میں لگادی اور غربت ختم کرنے کے پروگرام بنائے۔ حقیقت یہ ہے کہ غربت کم ہونے کے بجائے زیادہ ہوئی۔ آئی ایم ایف کی ایما پر اسٹرکچر ایڈجسٹمنٹ پروگراموں کی وجہ سے غریب مزید غریب ہوگیا۔ صحت کی ضمن میں ایک معتبر مطالعے کے مطابق پاکستان میں پندرہ ہزار (۱۵-۲۴ سال تک کی عمر کے) لڑکے لڑکیاں ایڈز کا شکار ہیں۔

ہر سال ۳۸ عورتوں میں سے ایک عورت یعنی ۳۰ ہزار عورتیں حمل کے دوران پیدا ہونے والی پیچیدگیوں کے سبب مرجاتی ہیں۔ جب دنیا کے ترقی پذیر ممالک کے بارے میں ترقی کی رپورٹ تیار کی جاتی ہے تو پاکستان اپنے پڑوسی ملکوں کے مقابلے میں بھی نچلے درجے پر آتا ہے۔ ہمارے ہاں پیدا ہونے والے بچوں میں سے ۵۰ فیصد بچے سوکھے کے مرض میں مبتلا ہوتے ہیں کہ ماؤں کو صاف پانی اور اچھی غذا میسر نہیں۔ حالیہ رپورٹ کے مطابق پاکستان ۸۸ ملکوں میں کئے گئے مطالعے میں ان تیرہ ملکوں میں سب سے آخر میں آتا ہے جہاں ماؤں کی دیکھ بھال کی حالت ابتر ہے۔

مگر ہمارا غریب آدمی بی بی سی کے کیمرے کے سامنے کہہ رہا تھا کہ بم بنا کر ہمارا سر فخر سے بلند ہوگیا ہے۔

بے شک ہمارے ہاں انٹیلکچوئل سطح پر چاغی کے خلاف اظہار احتجاج کیا گیا۔ جبکہ ایک گواہی ضمیر نیازی کی مرتب کردہ کتاب زمین کا نوحہ ہے جس میں چاغی کے دھماکے کے بعد لکھی گئی شاعروں اور ادیبوں کی تحریریں شامل ہیں۔

یہ بھی ہے کہ گزشتہ حکومتی دور میں دھماکے کے بعد جو مصنوعی بوفوریا پیدا کیا گیا تھا وہ ٹوٹ چکا ہے۔ دھماکے کی پہلی سالگرہ کے موقع پر بڑے پیمانے پر جشن منایا گیا تھا۔ اب کے سوائے کلثوم نواز کے چاغی پر جھنڈا لہرانے کے کوئی قابل ذکر بات نہیں ہوئی۔ کاروباری لوگوں نے چاغی کو بھی کیش کروایا۔ دھماکے کے فوراً بعد چاغی نام کا پینٹ بازار میں آگیا تھا۔ شروع شروع میں اس کی خوب بکری ہوئی۔ مگر اب اس کی مانگ ختم ہو چکی ہے۔ لیکن واٹر پمپ فیڈرل بی ایریا میں بننے والا چاغی ریستوران ابھی بھی خوب چلتا ہے۔ کہ ایٹم بم سے دشمن ملک کو ختم کرنے کو جہاد کا عظیم کارنامہ سمجھنے والوں کے ذہن تبدیل نہیں ہوئے۔

ہیروشیما ڈے پر ایک مشورہ یہ تھا کہ نیوکلیئرائزیشن کے خلاف معلومات کی فراہمی کے لئے انٹرنیٹ کمیونیکیشن بروئے کار لایا جائے۔ یہ بہت اچھا ہوگا۔ دنیا بھر کے لوگ جان جائیں گے کہ ہم امن پسند ہیں۔ ہم ایٹم بم کے خلاف ہیں۔ لیکن اس سے ملک کے اندر' عوامی سطح پر کوئی فکری تبدیلی نہیں آسکتی۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ایسے ذرائع ابلاغ اختیار کئے جائیں کہ ایٹم بم کے مضمرات سے عام آدمی واقف ہوسکے۔ یہ ایک وسیع کام ہے جس کے لئے امن پسند تنظیموں اور افراد کو ملک گیر نیٹ ورک بنانا ہوگا۔ ورنہ جو مذاکرے کسی ہال میں کئے جائیں یا جو احتجاجی جلوس ایک چوک سے نکل کر اگلے چوک پر ختم ہو جائے.... اس سے بھلا ایک عام آدمی کیا سمجھ پائے گا۔

کاغذ کی بنی ہوئی رنگ برنگی لالٹینوں کا بیڑہ' ہیروشیما کے دریا موٹیاسو میں بہتا ہوا۔ ایٹمی بم کے گیند کے قریب سے گزرتا ہوا نامعلوم منزل کی طرف بڑھ رہا تھا۔ پچپن سال قبل ہیروشیما کے اندوہناک سانحے کی یاد میں وہ المیہ جس کا سامان انسان نے خود پیدا کیا تھا۔ وہ آسمانی آفت نہ تھی۔

جب سے ہم نے چاغی میں دھماکہ کرکے دنیا کو ہلایا ہے ملک کی امن پسند

باقی صفحہ ۲۱ پر

> **امن پسند تحریکوں**
> **اور افراد کو ایک نیٹ ورک بنانا ہوگا**
> **ورنہ جو مذاکرے کسی ہال میں کئے جائیں**
> **یا جو احتجاجی جلوس ایک چوک سے نکل کر**
> **اگلے چوک پر ختم ہو جائے،**
> **اس سے بھلا ایک آدمی کیا سمجھ پائے گا**

کیر تھر نیشنل پارک کی سلامتی کو خطرہ لاحق ہے

ہم زیر دستخطی ماحولیات سے تعلق رکھنے والی تنظیموں کے نمائندے کیر تھر نیشنل پارک سندھ میں گیس کی تلاش کے مجوزہ منصوبے میں واقعات کی حالیہ تبدیلی سے سخت غم و غصے اور تشویش میں مبتلا ہوئے ہیں۔

کراچی میں ۲۱ اور ۲۲ جنوری ۲۰۰۰ء کو ایک مشاورتی ورکشاپ ہوئی تھی جس میں کیر تھر بیس لائن اسٹڈی کے لئے حوالہ جاتی شرائط (TOR) کو حتمی شکل دی گئی تھی۔ کیر تھر بیس لائن مطالعے کا بنیادی مقصد کیر تھر نیشنل پارک سے متعلقہ ماحولیات، انسانی اور حولیاتی خصوصیات پر بنیادی اعداد و شمار حاصل کرنا اور انہیں اکٹھا کرنا اور ان کی قدر و قیمت کا اندازہ لگا کر پیش کرنا تھا۔

اس ورکشاپ میں شہری گروپ، حکومت پاکستان و سندھ، پریمئر شیل اور ملبور انٹرپرائزز انٹرنیشنل ایک پروجیکٹ اسٹیرنگ کمیٹی (PSC) اور ایک تکنیکی مشاورتی گروپ (TAG) بنانے پر متفق ہوگئے تھے جو عمل کے آزادانہ تجزیئے اور جانچ و پرکھ کو مانیٹر کرے اور سہولتیں بہم پہنچائے جو اس پورے عمل کی سلامتی و تحفظ و پختگی کو یقینی بنانے کے لئے ضروری تھا۔

حکومت نے سب کے سامنے ایک واضح و غیر مبہم ذمہ داری لی کہ کیر تھر نیشنل پارک (ڈمب مراعاتی علاقہ) میں گیس کی تلاش کے مجوزہ منصوبے کے ماحولیاتی اثرات کا اندازہ (EIA) لگانے کا عمل یا کسی اور شروعات بیس لائن مطالعے کے نتائج کے بعد اور بعدازاں عوامی بحث و مباحثے اور مشاورتی عمل کے نتیجے کے بعد ہی ہوگی۔

لیکن ۲۳ جنوری کو ٹی او آر ورکشاپ کے خاتمے کے صرف ایک دن کے بعد ہی یہ افسوسناک بات بالکل واضح ہوگئی کہ یہ وعدے اور ذمہ داریاں نبھانے کے لئے ہرگز نہیں تھے۔ جب جنگلی حیات سندھ کے محافظ جناب محبوب عالم انصاری کا یہ بیان اخبارات میں شائع ہوا کہ "بعد کے مرحلے میں ماحولیاتی اثرات کا ایک جائزہ کینیڈا کی ایک فرم کرے گی۔

اس وقت سے پریمئر شیل پاکستان بی وی اور حکومت سندھ نے عوامی مشاورت کے طویل عمل کے بعد پہنچنے والے معاہدے کی روح کی خلاف ورزی کرنی شروع کردی۔ عوامی مشاورت کا مقصد اعتماد کو قائم کرنا اور شراکتی میکنزم کا ارتقاء تھا۔ اس حقیقت سے قطع نظر کہ بیس لائن مطالعے کا فیلڈ ورک کا زیادہ حصہ مکمل ہوچکا تھا۔ پی ایس سی کی ایک بھی میٹنگ نہیں بلائی گئی۔ ٹی اے جی کی میٹنگ کا صرف ایک بار ہونا بتایا گیا ہے۔ حکومت سندھ نے اپنے عوامی اور سنجیدہ عہد و پیمان کی مکمل پامالی کرتے ہوئے ایک کینیڈین مشاورتی گروپ آگرہ ارتھ اینڈ انوائرمینٹل سے گیس کی تلاش کے مجوزہ منصوبے کے ماحولیاتی اثرات کا جائزہ (EIA) لینے کا معاہدہ کیا۔ یہ سرگرم بہ عمل ہے اور بیس لائن مطالعے کے متوازی کام کررہا ہے۔

یہ بھی ایک صورتحال ہے کہ بیس لائن مطالعے پر فیلڈ ورک اس حقیقت کے باوجود ہوتا رہا کہ سندھ لاء

> یہ غیر ضروری اور شیشے کے گھر میں بھینسے کے گھس آنے کے مترادف رویہ ہے

ڈپارٹمنٹ نے اپنی رائے کا اندراج کیا اور معاہدے کے بعض پہلوؤں پر وضاحتیں طلب کیں اور حکومت سندھ نے مطالعے کی صرف ۷۰ فیصد تکمیل پر معاہدے پر دستخط کئے۔ صرف یہی حقیقت اس پورے عمل کی قانونی حیثیت پر شکوک و شبہات کا اظہار ہے۔

یہ غیر ضروری جلدبازی اور شیشے کے گھر میں بھینسے کے گھس آنے کے مترادف رویہ ہے جس سے اس پورے مسئلہ کے متعلقہ اخلاقی و قانونی پہلوؤں کے لئے لحاظ و عزت کا اظہار نہیں ہوتا اور یہ انتہائی شرمناک ہے۔ ایک عمل قائم ہوا اور فیصلے کئے گئے۔ لیکن انہیں سندھ کے ذرائع اور خطرے سے دوچار مختلف گروپوں کے درمیان پختہ تعلقات کی قیمت پر نظرانداز کیا۔ گیس کے ذخائر اگر واقعی کیر تھر میں موجود ہیں تو وہ کہیں بھی نہیں جائیں گے لیکن پورے عمل کے قانونی استحقاق اور شفاف پن میں عوامی اعتماد بھروسہ اور یقین کو ہی شدید نقصان پہنچا ہے۔

ہم یہ مطالعہ کرتے ہیں کہ ای ٹی اے کے جاری عمل کو فوری طور پر روکا جائے اور بیس لائن مطالعے کے ٹی او آر کو فوری طور پر منظور کیا جائے۔ بی

باقی صفحہ ۲۱ پر

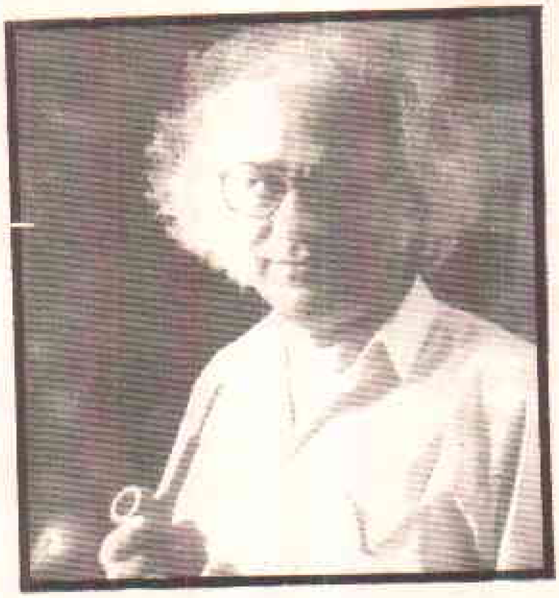

عزیز صدیقی

صحافت کا گرانقدر سرمایہ تھے

ممتاز صحافی اور پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر گزشتہ دنوں انتقال کرگئے۔ ان کی اچانک رحلت ایک سانحہ تھا انہیں ۱۴ اگست کو حکومت پاکستان کی جانب سے صحافت میں ان کی گرانقدر خدمت کے صلے میں ستارہ امتیاز سے نوازا گیا۔

دوستوں نے انہیں اس طرح یاد کیا....

صاحب بصیرت صحافی جمہوریت کے علمبردار' انسانی حقوق کے پرچارک عزیز صدیقی ۷ جون ۲۰۰۰ء کو ہمیشہ کی طرح اپنی فطری خاموشی کے ساتھ زندگی کے میدان کارزار سے دست کش ہوگئے۔

اپنے ہردلعزیز ساتھی' رہنما اور استاد کی یاد منانے اور انہیں خراج تحسین پیش کرنے کے لئے ۲۹ جون ۲۰۰۰ء کو انسانی حقوق کمیشن' اے۔ جی۔ ایچ۔ایس لیگل ایڈ سیل' ڈیموکریٹک پارٹنر شپ پاکستان' شرکت گاہ اور عورت فاؤنڈیشن نے ایک تعزیتی اجلاس کا اہتمام کیا۔ الحمرا آرٹس کونسل میں منعقد ہونے والے اس اجلاس میں ممتاز صحافیوں' دانشوروں' کالم نویسوں' انسانی حقوق کے کارکنوں' ٹریڈ یونین ورکروں' عزیز صدیقی کے دوستوں اور سینکڑوں مداحوں نے شرکت کی۔ اجلاس کے آغاز میں تنویر جہاں نے' جو اسٹیج سیکریٹری کے فرائض سرانجام دے رہی تھیں' عزیز صدیقی کے حالات زندگی بیان کئے۔

اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے جناب راشد رحمٰن نے فرمایا کہ ''میں شاید اس بات کا حق دار نہیں ہوں کہ عظیم مفکر' صحافی اور انسانی قدروں کی جدوجہد کرنے والے کے بارے میں کوئی ایسی بات پیش کرسکوں جو ان کی عظمت اور کردار کی پوری عکاسی کرسکے۔ ان کے کردار میں تحمل' مستقل مزاجی اور صبر تھا اور انتہائی جذباتی معاملات میں بھی ان کی باتیں ہمیشہ ہمارے غصے اور اشتعال کو ٹھنڈا کردیتی تھیں۔ المیہ یہ ہے کہ آج ملک جس دوراہے پر کھڑا ہے۔ عزیز صدیقی کی غیرموجودگی کی شدت اور بڑھ جاتی ہے۔ اس ملک کے حالات بہت برے ہیں۔ آج ایسی سوچ اور راہ رکھنے والوں کی ضرورت ہے جو رہنمائی کرسکیں۔ دوسرا المیہ یہ ہے کہ ان جیسے مفکر کم پیدا ہوتے ہیں۔ ہمارے یہاں موقع پرستی ہے انہوں نے کبھی اصولوں پر سمجھوتہ نہیں کیا۔ تکلیفیں جھیلیں' مقابلہ کیا۔ وہ ملک کو ترقی یافتہ اور منصفانہ معاشرہ بنانا چاہتے تھے۔ انہوں نے اس مقصد کے لئے اپنی ساری زندگی وقف کردی۔ اس ملک کا مستقبل اب نئی نسل کے ہاتھ میں ہے۔ انہیں ایسے لوگوں کی زندگی سے سبق سیکھنا چاہئے۔ ہردل میں ان کے لئے دکھ ہے' عزت ہے اور یہی ان کا سرمایہ ہے۔

احمد رشید صاحب نے صدیقی صاحب کی عاجزی اور انکساری کو یاد کرتے ہوئے کہا کہ نئی نسل کے صحافیوں کو ان کی زندگی سے سبق سیکھنا چاہئے۔ ملک میں فوجی حکومت آئی' آمریت آئی' جمہوریت آئی اور حکومت میں تبدیلیاں ہوتی گئیں۔ لیکن ان تمام ادوار میں ان کی دیانت ناقابل یقین تھی۔ انہوں نے رحمٰن صاحب کے ساتھ مل کر جو معیارات قائم کئے ہم ہمیشہ اس کی پیروی کرتے رہیں گے۔ صدیقی صاحب میں ذرہ برابر موقع پرستی اور خودنمائی نہیں تھی۔ ایسا نہیں تھا کہ انسانی حقوق کمیشن میں آنے کے بعد ان کی تحریروں میں انسانی حقوق کا تذکرہ آیا ہو۔ وہ زندگی بھر قانون کی حکمرانی اور انسانی حقوق کے لئے لکھتے رہے۔ انہوں نے قانون کی حکمرانی اور انسانی حقوق کی لئے جو معیارات قائم کئے صحافیوں اور سیاستدانوں کو ان کی پیروی کرنی چاہئے۔ تحریر میں ان کا اپنا ایک انداز تھا ہم میں سے بیشتران کے انداز کی نقل کرنے کی کوشش کرتے لیکن ایسا ممکن نہ ہوسکا کیونکہ ان کا انداز منفرد تھا' صدیقی صاحب نے ہمیشہ اپنی تحریروں میں جمہوریت کا دفاع کیا' ان کا یہ اصولی موقف تھا۔ آج جب اس کڑے وقت میں سیاستدان اصولوں کی سیاست پر بات کرتے ہیں تو ہمیں ہنسی آتی ہے۔ افسوس کی بات تو یہ ہے کہ یہ نسل' جس سے صدیقی صاحب تعلق

رکھتے تھے' اب ختم ہو رہی ہے۔ یہ وہ نسل ہے جو پاکستان بننے سے پہلے پیدا ہوئی اور انہوں نے پاکستان بننے کے بعد تمام سیاسی اتار چڑھاؤ دیکھے۔ ان کی تحریریں کثیرالجہت ہوتی تھیں اور انہیں اپنی بات کے اظہار کے کئی طریقے آتے تھے۔ خواہ جمہوریت پر بات کرنی ہو' سیاسی جدوجہد' انسانی حقوق' مزدوروں کے حقوق' ٹریڈ یونین کے لئے کام کرنا ہو انہوں نے ہر میدان میں اپنا حصہ ڈالا۔ اسی لئے ایسے لوگوں کے بچھڑنے پر نقصان کا احساس زیادہ ہوتا ہے کیونکہ مجھے شک ہے کہ صحافیوں کی نئی نسل شاید ہی اس خلاء کو پر کرنے کے قابل ہو۔

آئی ایچ راشد' صدر پاکستان فیڈرل یونین آف جرنلٹس' نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا "جناب صدیقی صاحب ہم میں نہیں ہیں۔ آج ان کی یاد میں دوسرا ریفرنس ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ ہال میں جگہ نہیں ہے۔ لوگ سیڑھیوں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ کتنے بڑے انسان اور صحافی تھے۔ میں نے ان کے ساتھ ٹریڈ یونین میں کام کیا ہے۔ PFUJ نے جو کال دی وہ پیش پیش رہے۔ میں انہیں کہتا تھا کہ آپ تو مفکر ہیں ہڑتالوں میں کیوں شریک ہوتے ہیں۔ وہ کہتے یہ تو حقوق کی بات ہے ہم پیچھے کیسے رہ سکتے ہیں۔ نثار عثمانی' منہاج برنا' رحمن صاحب یہ نسل ختم ہو رہی ہے۔ موقع پرستی کے دور میں ان کا وجود غنیمت ہے۔ نئی نسل کو ان سے سبق سیکھنا چاہئے۔ مشکل یہ ہے کہ ملک کی طرح صحافت بھی مصیبت کا شکار ہے۔ لوگ اپنے مفادات کے چکر میں پڑ گئے ہیں۔ جو ان کے خلاف جہاد کرے گا مصیبت کا شکار

ملک کی طرح صحافت بھی مصیبت کا شکار ہے لوگ اپنے مفادات کے چکر میں پڑگئے ہیں جو ان کے خلاف جہاد کرے گا مصیبت کا شکار ہوگا

ہوگا۔ اللہ' صدیقی صاحب جیسے لوگوں کو پیدا کرتا رہا ہے۔ ہم انشاء اللہ ان کے عزم کو برقرار رکھیں گے"۔

سلیمہ ہاشمی نے عزیز صدیقی کی شخصیت کی وسعت کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ ایسے الفاظ نہیں ہیں جو ان کی وسعت اور نرمی کو بیان کرسکیں۔ وہ انکساری کا مظاہرہ کرتے تھے لیکن ان کی شخصیت بہت گہری تھی۔ انہوں نے کہا کہ "لکھنے والا اپنے ملک اور عوام کا وفادار ہوتا ہے اور وہ عوام کا دوست' ان کا دانشور اور ان کا رہنما ہوتا ہے۔ اس کا کام ہے عوام کو جہالت' توہمات' روایات اور تعصبات کے اندھیرے سے نکالنا اور علم و دانش کی روشنی کی طرف لے جانا۔ اس کا کام ہے عوام کو جبر سے آزادی کی طرف اور مایوسی سے امید کی طرف لے جانا اور عزیز صدیقی کی تحریروں میں یہ خوبی بدرجہ اتم پائی جاتی تھی۔

منو بھائی نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمیں دوستوں کے مرنے کا غم نہیں ہوتا۔ دوستی کے ختم ہو جانے کا غم ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے سمندر جیسے ظرف کے ساتھ سرگوشی کا لہجہ پروفیسر کرار حسین کے بعد صدیقی صاحب میں دیکھا۔ ہم نے ملک میں تدریس کے شعبے کو مکمل طور پر تباہ کردیا ہے۔ جب پاکستان بنا تو اس وقت کے اساتذہ پطرس' کرار حسین' صوفی تبسم اور فیض احمد فیض تھے۔ وہ طلباء پر بہت زیادہ انفرادی توجہ دیتے تھے۔ ہم نے اس ادارے کو تباہ کرکے رکھ دیا۔ فیلڈ مارشل کے دور میں پرنسپل کی سالانہ خفیہ رپورٹ ڈپٹی کمشنر لکھتا تھا۔ یہ طبقہ ختم ہوگیا اور اس خلاء کو مولوی نے پر کیا۔ اسی طرح ہم نے ایڈیٹر کے ادارے کو ختم کرکے رکھ دیا ہے۔

PPL کا قتل بہت بڑا حادثہ تھا۔ اس سومنات پر ۱۷ سے زائد حملے ہوئے۔ اس نے ہر حملہ برداشت کیا۔ اس کو رگیدا گیا' ٹکڑے کیا گیا۔ آخری چیف ایڈیٹر آئی اے رحمن اور ایڈیٹر عزیز صدیقی تھے۔ لیکن ان کے بعد ایڈیٹر کے منصب کا بالکل خاتمہ ہوگیا۔ آج کہا جاتا ہے کہ ہم نے صحافت کو آزادی دے رکھی ہے۔ جو خود آزاد نہ ہوں وہ کسی کو کیا آزادی دیں گے۔ یہ آزادی ہم نے چھینی ہے۔ مارشل لاؤں کے نقلی دانتوں کے جبڑوں سے چھینی ہے۔ عزیز صدیقی نے آئی اے رحمن نے اور دوسرے بہت سے لوگوں نے قربانیاں دے کر' جیلیں کاٹ کر' بھوک ہڑتال کرکے' محنت کش طبقوں کے ساتھ مل کر یہ آزادی حاصل کی ہے۔ عزیز صدیقی جیسے لوگوں کو نہ کفن پہنایا جاسکتا ہے نہ قبروں میں اتارا جاسکتا ہے صرف اپنے دلوں میں رکھا جاسکتا ہے' اپنے خیالوں میں سمایا جاسکتا ہے اور عمل کے ذریعے زندہ رکھا جاسکتا ہے۔

عاصمہ جہانگیر نے آنسوؤں کے ساتھ صدیقی صاحب کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ کبھی اپنے خاموش دوست' استاد اور نہایت نفیس انسان کے لئے ایسے تقریر کرنا ہوگی۔ انہوں نے ان کے کالموں کا تذکرہ کرتے ہوئے کہ جو بات ہم انتہائی سوچ بچار اور کوشش کے باوجود بھی نہیں کہہ پاتے تھے وہ بڑی آسانی اور انتہائی سلیقے کے ساتھ اپنے کالموں میں بیان کر جاتے تھے۔ انہوں نے ان کے اس کالم کا حوالہ دیا جس میں انہوں نے کہا تھا کہ لبرل بنیادی بات بھول جاتا ہے کہ جمہوریت لبرل ازم کا سرچشمہ ہے۔ پھر طنزیہ انداز میں لکھا کہ آج کل کے لبرل دو شیطانوں کے درمیان چناؤ کرنے میں لگ گئے ہیں۔ انہوں نے فوجی حکومت کی توہین رسالت کے قانون میں تبدیلی کے وعدے سے واپسی پر جس طرح لکھا وہ عزیز صدیقی صاحب کو ہی حصہ تھا۔

مولوی حضرات گھوڑے پر سوار ہوکر وار کرنے آئے۔ اس وقت فوجی گر کر ڈھیر ہوگئے۔ یہ ایک ایسی منظرکشی ہے کہ پینٹنگ کی طرح دماغ میں گھوم جاتی ہے۔ دوسری بات انہوں نے کی کہ جب حکومتیں اداروں کی بجائے شخصی ضمانتیں دیتی ہیں۔ جیسے جنرل صاحب نے کہا کہ میں اپنی اقلیتوں کو یہ یقین دہانی کراتا ہوں کہ ان کے ساتھ بے انصافی نہیں ہوگی۔ یہ تو ایسے ہی ہے جیسے ہم نے پرانے فیوڈلز سے سنا تھا کہ ذاتی یقین دہانی پر دنیا چلتی ہے۔ اس لئے انہوں نے لکھا کہ اداروں کی ضرورت ہے اور یہ بھی نہیں ہے کہ انہیں پتہ نہیں تھا کہ ہمارے اداروں میں کتنی جان ہے' لیکن صدیقی صاحب

باقی صفحہ ۱۸ پر

آرنو کیلر

وفاقی نظام میں مختلف سطحوں پر مالیاتی معاملات

بلدیات

سرکار کی حاکیت کے ایک حصے کو تشکیل دیتی ہیں۔ انہیں ریاست اور انتظامی ڈھانچے کی سب سے نچلی سطح قرار دیا جاتا ہے۔ جو وفاقی اور صوبوں سے نیچے ہے۔ ان میں ہر ایک کی ان سطحوں پر نمائندگی ہوتی ہے اور پارلیمنٹ انہیں قانونی بناتی ہیں جب مقامی اختیارات و اقتدار اور اعلیٰ سطحوں کے درمیان تعلقات کو دیکھا جائے تو ایک جانب قصبوں' بلدیات و ضلعوں سے وفاق اور دوسری جانب متعلقہ صوبوں کے درمیان تعلقات میں ایک نمایاں امتیاز رکھنا ضروری ہے۔

اصولی طور پر وفاق مقامی حکومت کے اداروں کا صرف ایک ضامن ہے لیکن چند مستثنیات کے سوا ضلعوں یا انفرادی بلدیات میں براہ راست تعلقات نہیں ہیں لیکن وفاق اپنی قانون سازی کے ذریعے بلدیات پر کئی طریقوں سے اثر انداز ہوتا ہے۔ یہ قوانین مقامی حکام کی اہلیت کو متاثر کرتے ہیں کیونکہ وہ ریاستی ڈھانچے میں رابطے کی حیثیت رکھتے ہیں اور انہیں وفاقی قوانین پر عملدرآمد کرانے پر ممنون کرتے ہیں اور مالیاتی اہمیت کے حامل بھی ہوتے ہیں۔

مقامی خودمختاری کی ضمانت وفاقی اور صوبائی قانون سازی مقامی حکام کے اپنے معاملات کو چلانے کے حقوق کو ختم کرنے یا اس حق کو اس حد تک محدود کرنے کی ممانعت کرتی ہے کہ اس میں سے خودمختاری کی اصل روح ہی نکل جائے۔

آزادی کے مندرجہ حقوق زیادہ تر بلدیات کی ذمہ داری ہوتے ہیں اور وفاق یا صوبے اعلیٰ قوانین کی حدود کے اندر ان کی خلاف ورزی نہیں کرسکتے۔

> وفاق اپنی قانون سازی کے ذریعے بلدیاتی اداروں پر کئی طریقوں سے اثر انداز ہوتا ہے یہ قوانین مقامی حکام کی اہلیت کو متاثر کرتے ہیں

آزادی و حاکمیت

یہ بلدیات کو اپنے عملے کو انتخاب کرنے' خدمات حاصل کرنے' ترقی دینے اور برخاست کرنے کی منظوری و اجازت دیتا ہے۔

انتظامی آزادی و حاکمیت

یہ بلدیات کا اپنے آپ کا انتظام چلانے کے حق کا احاطہ کرتا ہے۔

منصوبہ بندی کی آزادی و حاکمیت

یہ بلدیات کو اختیار دیتا ہے کہ وہ بلدیاتی حدود کو شہری ترقیاتی منصوبوں (زمین کے استعمال اور تعمیراتی منصوبوں) کے ذریعے اپنی ذمہ داری کے تحت منظم کریں اور تشکیل دیں۔

قانون سازی کی آزادی

یہ بلدیاتی قوانین کو پاس کرنے کا حق فراہم کرتا ہے۔

مالیاتی آزادی

یہ بلدیات کو اپنی آمدنی و اخراجات کا انتظام کرنے کا حق دیتا ہے۔

ٹیکس کی آزادی

یہ بلدیات کو ٹیکسوں میں اضافہ کرنے کا حق دیتا ہے (بشرطیکہ یہ حق اعلیٰ قانون کے ذریعے منسوخ نہ کردیا گیا ہو۔

ایک وفاقی ریاستی نظام میں یہ واضح ہے کہ تمام سطحوں پر حکومت خوداختیاری کی ضرورت ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ بلدیات اور کونسلوں کو بنیادی قانون کے ذریعے حکومت خود اختیاری کی اجازت دی جائے۔ مقامی خوداختیاری حکومت تھوڑی سی مالیاتی آزادی کے بغیر مشکل ہی سے وجود میں آسکتی ہے۔ اس لئے اس بنیادی قانون کو اپنی مالیاتی شرائط میں مقامی حکومتوں کو شامل کرنا پڑے گا۔ بنیادی قانون اس بات کو یقینی بنانا پڑے گا کہ مقامی حکومتوں کے پاس مناسب ذرائع ہوں۔

اگر ایک حقیقی جمہوریت کو نچلی سطح سے پروان چڑھانا ہے تو سیاسی اختیارات و طاقت مقامی سطح سے صوبائی اور پھر وہاں سے وفاقی حکومت تک ارتقاء پذیر ہوں گے۔ اگر ہم اس حقیقت سے متفق ہیں تو صوبے اپنی مقامی حکومتوں کے لئے ذمہ دار ہیں۔

اس کے نتیجے میں مقامی حکومتوں اور وفاقی حکومت کے درمیان کوئی براہ راست مالیاتی رشتہ نہیں ہوگا۔

اگر ہم اس عمومی اور بنیادی خیال سے متفق ہیں کہ بنیادی قانون مالیاتی ذمہ داریوں کا تفصیلی خاکہ فراہم کرے گا جس میں ٹیکس کے ذرائع، حکومتی سطحوں کے درمیان ٹیکس کی شراکت، ٹیکس جمع کرنے اور انتظام کرنے، بجٹ کا طریقہ کار، مالیاتی رپورٹنگ اور قرضے کی حدود واضح ہوں۔

عمومی معنوں میں بنیادی قانون کا یہ حصہ قومی حکومت اور صوبوں کے درمیان صوبوں اور مقامی حکومتوں کے درمیان مالیاتی ذرائع اور ذمہ داریوں کی تقسیم فراہم کرتا ہے۔ جسے ہم مالیاتی مساوات کہہ سکتے ہیں۔

مالیاتی برابری حکومت کی ہر سطح کو بعض محصولات مختص کرکے، نہایت اہم محصولات میں شراکت کرکے، وفاقی گرانٹس یا امداد کے ذریعے، ریاستی مالیاتی امداد کی بدولت اور ممالک کے مالیاتی تعاون و مدد کے لئے بلدیات کا جائزہ و تعین کرکے حاصل کی جاسکتی ہے۔

محصولات کے الگ ذرائع کا مالک ہونا مختلف سطحوں کی زیادہ خودمختاری کی ضمانت ہے۔ لیکن یہ نظام مشکل ہی سے اس انداز میں مختلف سطحوں کو محصولات مختص کرتا ہے کہ ہر ایک کو مناسب آمدنی ملے۔ یہ عملی طور پر معاشی باقاعدگی یا منصوبہ بندی کے امکانات کو معدوم کردیتا ہے اور مقامی حکومتوں کی معاشی تنزلی کے دور میں سخت دباؤ کا باعث بن سکتا ہے۔

مالیات کا ایک متبادل نمونہ محصولات کا شراکتی نظام ہے اس کے مطابق ہر جمع ہونے والے انفرادی محصولات کے ایک مخصوص تناسب پر ہر سطح کا دعویٰ ہوگا۔ مثال کے طور پر حکومت کی مختلف اکائیوں کی جانب سے فراہم ہونے والی رقم کی بنیاد پر ہو یا دوبارہ تقسیم کے اس اصول پر ہو جسے مقامی محصول کی اہلیت میں اختلاف پر قابو پانے کے لئے وضع کیا گیا ہو۔ پہلے نظام میں نچلی سطح محصولات میں اضافہ کرتی ہے اور ایک موزوں تناسب اگلی اعلیٰ سطح کو منتقل کردیتی ہے۔ دوسرے نظام میں جسے "مرکزی محصولات نظم و نسق" کہا جاسکتا ہے۔ مرکزی حکومت محصولات لگاتی ہے اور انہیں کسی فارمولے کے تحت نچلی سطحوں تک تقسیم کردیا جاتا ہے۔ مثلاً یہ آبادی کی بنیاد پر ہوسکتا ہے۔ یہ نظام ایک یکساں، اہل اور پیداواری محصولاتی پالیسی کی اجازت دیتا ہے۔ لیکن اس سے مقامی سطح کی خودمختاری کے کم ہو جانے کا رجحان ملتا ہے۔

زیادہ تر جدید محصولاتی نظام ان دونوں بنیادی ماڈلوں کا امتزاج ہوتے ہیں۔ بعض محصولات ہر سطح کے لئے مخصوص ہوتے ہیں دوسرے محصولات قومی، صوبائی اور مقامی سطح کے درمیان موزوں تناسب کے مطابق قانون کے حساب سے تقسیم ہوتے ہیں اور پھر بھی دیگر محصولات عمومی مقصد کے ذریعے اشتراکی ہوتے ہیں۔ عمودی رشتے کا یہ نظام انتظامیہ کی تین بنیادی سطحوں میں آمدنی کو ان کی متعلقہ عوامی خدمات کی ذمہ داریوں کے مطابق تقسیم کرنے کے لئے وضع کیا گیا ہے لیکن مقامی سطح کو ایک ایسی پوزیشن پر رکھنا مقصود ہے کہ وہ اپنی مقامی حکومت کی ذمہ داریاں اس آمدنی سے پورا کرسکے جو اس کے اپنے الگ سے مقرر کردہ محصولات اور اس کے اہم عام محصولات کے مقررہ موزوں تناسب سے حاصل ہوگی اور اس طرح وہ اپنے لازمی اور اختیاری فرائض صوبائی حکومتوں سے موصول ہونے والے عمومی مقاصد اور خصوصی گرانٹس و امداد کی مدد سے سرانجام دے سکے گی۔

مالیاتی برابری کو عوامی خدمات کے بوجھ کی شراکت کے صرف ایک ذریعے کی حیثیت سے نہ دیکھا جائے ایک وفاقی ڈھانچے اور غیرمرکزی انتظامیہ کی موجودگی کے باوجود یہ شہریوں کو ہر جگہ ایک برابر کی سطح پر عمومی سہولتیں اور خدمات فراہم کرتی ہے۔

(آرنو گیلر۔ پاکستان میں فیڈرک نومان فاؤنڈیشن کے ریذیڈنٹ نمائندہ ہیں)

شہری کی رکنیت

2000 کے لئے شہری کی رکنیت کی تجدید کروانا نہ بھولیں۔ شہری میں شرکت کریں اور بطور شہری اس شہر کو صاف کرنے، صحت بخش اور ماحول دوست مقام بنانے کے لئے مدد دیں۔

ایک بہتر ماحول کی تخلیق کے لئے

"شہری" میں شمولیت اختیار کیجئے

اگر آپ "شہری" میں شامل ہونا چاہتے ہیں تو براہ کرم یہ کوپن بھر کر اس پتے پر روانہ کردیں۔

شہری برائے بہتر ماحول

206 جی۔ بلاک 2۔ پی ای سی ایچ ایس کراچی 75400۔ پاکستان

ٹیلی فون / فیکس۔ 92-21-4530646

E-mail address:
shehri@onkhura.com (web site) URL:
http://www.onkhura.com/shehri

نام ________ ٹیلی فون (گھر) ________

ایڈریس ________

پیشہ ________ ٹیلی فون (دفتر) ________

نوید حسین

پاکستان رقبے کے لحاظ سے ایک امریکی ریاست کے برابر ہے

لوگوں کو پاکستان کے سائز، جغرافیہ اور آبادی پر خصوصی توجہ دینی چاہئے۔

ہم ۱۴۰ ملین افراد پر مشتمل ایک قوم ہیں اور بے قابو رفتار سے بڑھتے چلے جارہے ہیں۔ آنے والے اگلے ۳۰ برسوں میں ہماری آبادی دگنی ہو جائے گی اور یہ ملک ۲۸۰ ملین افراد کا گھر ہوگا جس کی وجہ سے ماحولیاتی خطرات میں شدید اضافہ ہوگا جبکہ یہ ملک تو پہلے ہی ماحولیاتی خرابیوں میں مبتلا ہے۔ اس بات سے قطع نظر ملک کو اپنی معیشت کو دگنا کرنا ہوگا اسی صورت میں ہم اپنی اس سطح کو قائم رکھ سکیں گے جس پر کہ ہم اس وقت ہیں۔

اگر ہم چند ملکوں سے اپنا مقابلہ کریں تو ہمیں احساس ہوگا کہ ہماری آبادی کتنی بڑھ چکی ہے۔ جاپان کو دیکھیں۔ ۱۸۴۳ء میں اس کی آبادی ۳۰ ملین تھی جبکہ ۱۹۴۷ء میں ہماری آبادی ۳۱ء۶۵ ملین تھی۔ جاپان کی آبادی ۱۵۰ برسوں میں بڑھ کر ۱۲۲ ملین ہوئی ہے۔ جاپان کی آبادی غیر تغیرپذیر ہے۔ یہ ڈیڑھ سو برسوں میں چار گنا ہوئی ہے جبکہ ہم صرف ۵۳ برسوں میں ساڑھے چار گنا آبادی بڑھا چکے ہیں۔

ایران پاکستان سے رقبے کے لحاظ سے دگنا بڑا ہے۔ لیکن اس کی آبادی ۶۶ ملین ہے۔ تنہائی کا شکار ہونے کے باوجود اس نے اپنے بجٹ کا گیارہ فیصد تعلیم پر خرچ کیا ہے۔ شادی سے پہلے تمام جوڑوں کو کلاسوں میں مدعو کیا جاتا ہے اور تختہ سیاہ پر خاندانی منصوبہ بندی کی مختلف تیکنیکوں کی تشریح و وضاحت کی جاتی ہے۔ پاکستان میں کوئی بھی فرد حکام کو مطلع کئے بغیر شادی کرسکتا ہے۔

لیبیا کی مثال لیجئے۔ یہ بھی سائز میں پاکستان سے دوگنا بڑا ہے۔ لیکن اس کی آبادی صرف ۶ ملین ہے یہاں دنیا کا سب سے بڑا شہری ورکس پروجیکٹ ہے جو پانی کی ایک نہر ہے۔ یہ ملک کے درمیان سے گزرتی ہے اور زیرزمین پانی کو باہر نکالتی ہے۔ جو پھل اور پودوں کی سبز پٹی کی تخلیق کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ ایک ہزار میل طویل نہر ہے اور ٹریپولی تک بھی پانی لے جاتی ہے۔

سعودی عرب کو لیجئے۔ تیل کی دولت سے مالامال یہ ملک پاکستان سے رقبے میں چار گنا بڑا ہے اور اس کی آبادی صرف ۱۵ ملین ہے۔ اٹلی میں بھی دیگر یورپی ممالک کی مانند آبادی میں اضافے کی رفتار منفی ہے۔ روس کے گیارہ زون ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ وہاں سورج کبھی غروب نہیں ہوتا۔ اس کی آبادی صرف ۱۵۰ ملین نفوس پر مشتمل ہے۔ اس کے پاس اتنے قدرتی ذرائع ہیں کہ تصور نہیں کیا جاسکتا۔

پاکستان اتنا ہی بڑا ہے جتنی کہ امریکہ کی کوئی ریاست ہے۔ لیکن اس کی آبادی اگلے ۳۰ برسوں میں امریکہ کی کل آبادی کے برابر ہو جائے گی۔ انڈونیشیا میں آبادی کی شرح گر رہی ہے۔ ملائشیا میں زرمبادلہ کا ذخیرہ ۳۱ بلین ڈالر ہے۔ جبکہ اس کی آبادی صرف ۲۲ء۵ ملین ہے۔

ہم تعلیم پر صرف ۲ء۱ فیصد خرچ کرتے ہیں جبکہ پاکستان میں ۱۰۰ ملین افراد ناخواندہ ہیں۔ ہم ان اعدادوشمار میں اضافہ کس طرح کرسکتے ہیں کہ ہماری آبادی زیادہ اہل، قابل، کام کرنے والی اور مفید بن سکے۔ یہ مقصد اپنے بجٹ کو کم کرکے اور تعلیم پر دس فیصد خرچ کرکے حاصل کرسکتے ہیں۔

شہر ثقافت کا مرکز ہوسکتے ہیں۔ جیسے لندن، پیرس اور میڈرڈ یا پھر بوسیدگی و تنزلی کا مرکز ہوسکتے ہیں۔ جیسے

ایک بچے کو تعلیم دیں اور قوم کی تعمیر کریں

کراچی، بمبئی اور کلکتہ، جہاں کچھ چیزیں آگے بڑھتی ہیں تو کچھ چیزیں پیچھے چلی جاتی ہیں۔ مثلاً غربت کی حدود مقرر نہیں ہیں۔ بھارت، بنگلہ دیش یا پاکستان کے عوام یکساں طور پر افسردہ و ملول ہیں۔ یہاں پاکستان میں خواتین کو الگ ایک اور مسئلہ بھی درپیش ہے کہ وہ آزادی کے ساتھ باہر نہیں نکل سکتیں اور اپنے لئے مواقع تلاش نہیں کرسکتیں۔

موت کے شہران شہروں کو قرار دیا گیا ہے۔ جہاں قائم فیکٹریاں سیسہ، کلورین ملا ہائیڈروکاربن اور کاربن ڈائی آکسائڈ کی بلند سطح خارج کرتی ہیں جس کے نتیجے میں مدافعت کم ہو جاتی ہے۔ السر اور سانس کی بیماریاں، جلد کی بیماریاں، پیدائشی نقائص، پھیپھڑوں کا کینسر، اور خون کا کینسر (لوکیمیا) کے امراض پھیلتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں اوسطاً" عمر کے پانچ برس کم ہو جاتے ہیں۔ اس زمین پر ایسی کتنی فیکٹریاں ہیں؟

شہروں کے مالیاتی ادارے ہاؤسنگ اور بنیادی ڈھانچے کی ترقی کے لئے فنڈ جمع کرتے ہیں۔ ہم یہ لوگوں سے کس طرح وصول کریں جو جائیداد ٹیکس یا بل جمع نہیں کرتے۔ غربت علاقائی جنگوں کے لئے توپ کا بارودی گولہ ثابت ہوتی ہے۔ اگر تمام جنوبی ایشیا اسلحہ پر کم اور تعلیم و ترقی پر زیادہ خرچ کرنے پر رضامند ہو جائے تو ہم دنیا کے اس حصے کو بدل سکتے ہیں۔ چند بڑے مسائل ہم سب کے چہروں کو دیکھ رہے ہیں۔

مثال کے طور پر پاکستان کو کارگل کے معرکہ کی قیمت ۳۵۰ ملین ڈالر ادا کرنی پڑی جبکہ بھارت کو اس مہم کی قیمت ۸۰۰ ڈالر چکانی پڑی اور اس نے اپنا دفاعی بجٹ ۱۵۰ ملین بڑھا دیا۔ جو

پاکستان میں
خواتین کو الگ ایک اور مسئلہ درپیش ہے
وہ آزادی کے ساتھ باہر نہیں
نکل سکتیں اور اپنے لئے مواقع تلاش
نہیں کرسکتیں

تقریباً" ہمارے بجٹ کے برابر ہے اس مہم جوئی سے ہمیں کیا حاصل ہوا۔

مجموعی طور پر دنیا گرم ہو رہی ہے جس کے نتیجے میں پہاڑوں کی چوٹیوں پر جمی برف آہستہ آہستہ پگھل رہی ہے۔ جنوبی ایشیا میں پورے زیرزمین پانی کی سطح کم ہو رہی ہے۔ بنگلہ دیش میں زیرزمین پانی کا ایک بڑا حصہ زہرآلود ہے۔ پہاڑوں کی چوٹیوں پر جمی برف کا پگھلنا ایک عالمی مظہر ہے اور یہ پہاڑوں پر برف کو خشک بھی کردے گا۔ لیکن نشیب کی جانب جانے والے پانی کے ساتھ ساتھ واقع علاقوں کے لئے تباہ کن اثرات پیدا ہوں گے۔ اب اس بات کی ضرورت ہے کہ پانی کے قطروں سے آبپاشی کا تجربہ کیا جائے۔

موثر و بہترین انتظام کے تحت چلنے والے شہروں اور بہتر رہائش کے بارے میں وسیع معلومات موجود ہیں۔ لیکن اس کے لئے آبادی کا خواندہ ہونا ضروری ہے۔ جو ہمارے پاس کم ہے مسائل سے عوام کی بے حسی کے باعث بدعنوان شہر وجود میں آتے ہیں۔ دیگر چیزوں کے ساتھ وہ ضروری سہولتوں کے بل اور جائیداد کے ٹیکس بھی ادا کرنے سے منکر ہوتے ہیں۔

بہتر طریقے پر تیارہ کردہ سستی رہائش کو لازمی طور پر خوشنما اور خوش شکل ہونا چاہئے۔ جو سبزے سے ڈھکی ہو اس طرح رہائش کا کل درجہ حرارت کم ہو جاتا ہے اور کاربن ڈائی آکسائڈ کی تلافی ہوتی ہے۔ بیمار عمارتیں بیمار لوگوں کی تعداد میں اضافہ کرتی ہیں۔ گرمیوں میں کمرے بہت گرم ہو جاتے ہیں غسل خانے کی نم دیواریں اور نیم روشن راستے مگرمچھوں کا پسندیدہ نشانہ ہیں۔ ایسے مکانات سانس کی بیماریوں و مسائل سے دوچار رہائشی افراد کو پروان چڑھاتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ بیمار مکانات بیمار افراد کو پیدا کرتے ہیں۔ ہم لوگوں کو اچھے اور آرام دہ مکانات میں رہائش اختیار کرنے کے لئے کس طرح آمادہ کرسکتے ہیں۔ امریکہ کے شہر اسکرامینٹو کے ایک گاؤں ڈیوس میں لوگوں کو انتہائی جدید ری سائیکلنگ نظام حاصل ہے۔ وہ ایئرکنڈیشنرز کے بغیر رہتے ہیں یہ گاؤں "اربن پرماکلچر" سے ڈھکا ہوا ہے۔

گاؤں کی آبادی پچاس ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ جس نے خود ہی یہ پابندی لگائی ہے کہ گاؤں میں تقریباً" ۲۰ ہزار پودے ہونے چاہئیں۔ چنانچہ رہائش کے لئے وہ ایک آئیڈیل جگہ بن گیا۔ یہ نتیجہ یہاں بھی حاصل کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اس کے لئے ہمیں خواندہ آبادی کی ضرورت ہے۔ جو اپنی رہائش گاہ کی دیکھ بھال کرسکے۔ اپنے فضلے و کوڑے کرکٹ کو ٹھکانے لگاسکے اور اپنے سبزے کا تحفظ کرسکے۔

انڈونیشیا اور ملائشیا میں کہیں بھی لوہے کی گرل یا جالیاں نظر نہیں آتی ہیں بہت سے مکانات میں باغ اور پودے ہیں جو سڑک سے ہی نظر آجاتے ہیں۔ وہاں اور سنگاپور میں بڑے اور گھنے درختوں کو سبزے کے طور پر استعمال کرکے شہری درجہ حرارت کو روکا گیا ہے۔ دوسری طرف ہم کہاں جارہے ہیں؟

(نوید حسین ایک پروفیشنل ماہر تعمیرات اور شہری کی مینجنگ کمیٹی کے رکن ہیں)

بقیہ ⇦ عزیز صدیقی

بڑی نپی تلی بات کرتے تھے۔

انہوں نے صدیقی صاحب سے اپنی ذاتی ملاقات کی تفصیل بیان کی کہ میں ایک دفعہ رحمٰن صاحب سے ملنے ان کے دفتر گئی۔ انہوں نے کہا کہ آئیں آپ کو صدیقی صاحب سے ملواتے ہیں۔ ہم کمرے میں گئے صدیقی صاحب کچھ لکھ رہے تھے۔ رحمن صاحب نے کہا عزیز صاحب یہ عاصمہ ہیں۔ انہوں نے ایک نظر دیکھا۔ اچھا! کہا اور پھر اپنے کام میں مصروف ہوگئے۔ میں حیران ہوئی کہ کیسا شخص ہے جسے کوئی دلچسپی ہی نہیں ہے کہ کون ملنے آیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب مجھے کچھ لکھنا ہوتا اور مجھے سمجھ نہ آرہی ہوتی تو میں صدیقی صاحب کے پاس چلی جاتی وہ کہتے لکھ لاؤ میں دیکھ لوں گا۔ انہوں نے میری تحریر کو قلم لگایا نہیں کہ اس میں جان پڑ جاتی۔ عاصمہ نے کہا کہ صدیقی صاحب ہم سب کے لئے رول ماڈل تھے۔

(بہ شکریہ : جہد حق)

فیچر

یہ شہر عوام کو بھرپور سہولتوں کی فراہمی سے قاصر ہے

صحت مند شہر کراچی منصوبہ شہری تنظیموں اور حکومتی اداروں کے ساتھ مل کر کام کرے گا

تاریخی اعتبار سے شہر معاشی نشو و نما و افزائش، انسانی ترقی اور ثقافتی تنوع کی تائید و ترقی کے میدانوں میں ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ وہ اپنے بسنے والوں کے لئے حد درجہ قوت، خیالات اور مواقع پیدا کرتے ہیں۔ ایک شہر کی خوشحالی ہمیشہ ایک قوم کی ترقی سے منسلک ہوتی ہے۔

گزشتہ عشرے کے دوران دنیا نے شہروں کے رقبے اور آبادی میں بہت زیادہ افزائش کا تجربہ کیا ہے۔ اس کا سب سے بڑا سبب فطری افزائش و نشوونما، دیہاتوں سے شہروں کی جانب نقل مکانی، مہاجرین کی آمد اور لوگوں کا شہروں میں دوبارہ آباد ہونا ہے۔ عالمی بینک کے اندازے کے مطابق ۲۰۲۰ء تک دنیا کی نصف آبادی شہروں میں رہائش پذیر ہوگی۔ یہ رجحان جنوب میں بہت زیادہ نمایاں نظر آتا ہے۔ "پاکستان نیشنل کنزرویشن اسٹریٹیجی" کے مطابق پاکستان میں آج دوتہائی سے زیادہ آبادی دیہی علاقوں میں رہائش پذیر ہے لیکن شہری آبادی میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ (۸۱-۱۹۷۲ء کی مردم شماری کے مطابق یہ افزائش ۴ء۴ فیصد اور دیہاتوں میں یہ ۴ء۲ فیصد سالانہ تھی) موجودہ رجحان کو دیکھتے ہوئے اکیسویں صدی کے دوسرے عشرے تک ملک کی شہری آبادی کو نمایاں اکثریت حاصل ہو جائے گی۔

شہری علاقوں میں اس تیز رفتار افزائش نے حکومتوں کو شدید دباؤ سے دوچار کردیا ہے کہ وہ بنیادی سہولتیں مثلاً صاف پانی، بجلی، رہائش اور مناسب بنیادی ڈھانچے کے لئے بڑھتے ہوئے مطالبات سے نمٹنے میں ناکام رہی ہیں۔ موجودہ صورتحال یہ ہے کہ جنوب کی بیشتر حکومتیں موجودہ نسل کو یہ سہولتیں مہیا کرنے کے لئے موثر ساز و سامان سے لیس نہیں ہیں اور اگلی صدی کے دوران شہری قلب ماہیت کے چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اپنے شہروں کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ان کے پاس ناکافی ذرائع ہیں اور بہتر تربیت یافتہ عملہ نہیں ہے۔

اس ناکامی کے نتیجے میں غیر قانونی کچی آبادیوں کی افزائش ہوئی جہاں یا تو سہولتیں بالکل ناپید ہیں یا بہت کم ہیں۔ جن سے بیماریاں اور غیر صحت مندانہ رہائشی ماحول وابستہ ہے۔ اس سے شہری کچی آبادیوں میں وسیع پیمانے پر پھیلی ہوئی غربت بھی منسلک ہے جو تیزی سے بڑھتے ہوئے ان شہروں کی سماجی و معاشی بنت کے لئے ایک خطرہ ہے۔ کراچی، ڈھاکہ اور جنوبی ایشیا کے دیگر شہروں میں تشدد کے واقعات میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے جو اس خطرے کی بہت سی مثالوں میں سے ایک مثال ہے۔

حکومت اور شہری معاشرے کی تنظیموں کے درمیان مضبوط رابطوں و رشتوں کی تعمیر کی اشد ضرورت ہے۔ ایسے اقدامات حکومتی پالیسیوں کے اثر کو تقویت دیں گے اور صحت مند اور پرامن معاشرے کے لئے راستہ بنائیں گے۔

مختلف شہری معاشرے کی تنظیموں اور حکومتی اداروں کے درمیان ایسے منصوبوں اور پالیسیوں کو شروع کرنے کے لئے واسطہ و دلچسپی بڑھ رہی ہے جو شہروں میں صحت اور فلاح و بہبود کو فروغ دے سکیں۔ بین الاقوامی ترقیاتی تحقیقی مرکز (آئی ڈی آر سی) عالمی صحت کی تنظیم (ڈبلیو ایچ او) اور اقوام متحدہ کے مختلف ادارے اور بین الاقوامی تنظیمیں شہری ماحول میں صحت کو فروغ دینے کے مختلف طریقے تلاش کر رہے ہیں۔ ان میں سے بیشتر پیش قدمیوں کی بنیاد اس خیال پر ہے کہ صحت مند، محفوظ اور انصاف پر عمل پیرا شہری دیرپا انسانی ترقی کی ضمانت ہیں۔

عالمی صحت کی تنظیم (ڈبلیو ایچ او) پوری دنیا میں صحت مند شہروں کے خیال کو فروغ دینے میں سب سے زیادہ فعال ہے۔ صحت مند شہروں کے نمونے کی بنیاد ڈبلیو ایچ او کے "صحت سب کے لئے" (ایچ ایف اے) کے خیال پر رکھی گئی ہے۔ ایچ ایف اے اور صحت کے فروغ کے اوٹاوا چارٹر نے صحت کے فروغ کی تعریف کو وسیع تر کر دیا ہے۔ اب اس کی تعریف یہ کی جاتی ہے کہ "یہ ایک ایسا عمل ہے جو لوگوں کو کنٹرول کرنے کے قابل بناتا ہے اور ان کی صحت کو بہتر بناتا ہے۔ مکمل جسمانی، ذہنی اور سماجی فلاح و بہبود کی صورت حال تک پہنچتا ہے۔

صحت کے فروغ کے لئے اوٹاوا

کچی آبادیوں میں بنیادی سہولتیں بالکل ناپید ہیں یا بہت کم ہیں، جن سے بیماریاں اور غیرصحت مندانہ رہائشی ماحول وابستہ ہے

چارٹر صحت کے لئے ذرائع اور بنیادی شرائط کی صراحت کرتا ہے۔ ان میں امن، رہائش، تعلیم، خوراک، آمدنی، ایک مستحکم و مضبوط معاشی نظام، دیرپا ذرائع، سماجی انصاف اور مساوات شامل ہیں۔ دوسرے الفاظ میں ہم ایک صحت مند شہر کو اس طرح بیان کرسکتے ہیں کہ وہ ایک ایسا شہر ہے جو اپنے لوگوں کے لئے سرمایہ کاری کرتا ہے۔ اپنے ماحول کو بہتر بناتا ہے اور اپنے ذرائع کو وسعت دیتا ہے تاکہ شہری اپنی اعلیٰ ترین صلاحیتوں کو حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے کو سہارا اور مدد دیں۔

پاکستان میں بھی شہری علاقوں کو ناکافی ذرائع، وسیع پیمانے پر پھیلی ہوئی غربت، اچھی حاکیت کا نہ ہونا، شہری شراکت کی غیرموجودگی، فرسودہ بنیادی ڈھانچہ اور بہت تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی جیسے ملتے جلتے مسائل کا سامنا ہے۔ کراچی پاکستان کا سب سے بڑا شہر ہے۔ ایک اندازے کے مطابق اس کی آبادی تقریباً ۱۲ ملین ہے اور یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ۲۰۲۰ تک اس کی آبادی ۲۰ ملین ہوجائے گی۔

پاکستان کا سب سے بڑا اور سب سے زیادہ کاسموپولیٹن شہر ہونے کی حیثیت سے یہ اپنے شہروں کو بنیادی سہولتیں فراہم کرنے کے لئے ٹھیک طرح سے تیار نہیں ہے۔ یہ خراب صحت و صفائی ستھرائی کے روزمرہ کے خطرات، پانی کی ناکافی مقدار اور معیار، صنعتی فضلے سے پیدا ہونے والی ماحولیاتی آلودگی، موٹرگاڑیوں اور گھروں میں پیدا ہونے والے ٹھوس کوڑے کرکٹ سے یہ کسی طرح بھی محفوظ نہیں رہ سکتا۔ شہری معاشرے کے گروہوں اور حکومت کے درمیان مقامی سطح پر روابط کا مکمل فقدان ہے۔ بلدیہ کراچی کو گزشتہ دس برسوں سے منتخب لوکل کونسل کی بجائے مقرر کردہ ایڈمنسٹریٹر چلا رہے ہیں۔

حالیہ برسوں میں کراچی کے شہریوں کے درمیان اپنے شہر میں معاملات کی غیرصحتمندانہ صورتحال کے بارے میں مایوسی بڑھی ہے۔ مختلف این جی اوز اور سی بی اوز نے ایسے پروجیکٹ شروع کئے ہیں جن سے رہائشی ماحول اور عوامی شراکت میں بہتر نتائج حاصل ہوتے ہیں۔ اگرچہ کہ ان تنظیموں کے سائز اور سرکاری اداروں کے تعاون کی کمی کے باعث یہ شہر کے صرف چند علاقوں تک محدود ہے۔

صحت مند شہر کراچی پروجیکٹ، شہری معاشرے کی تنظیموں اور حکومتی اداروں کے ساتھ مل کر کام کرے گا اور اس مکالے کو شروع کرنے کے لئے مختلف سرگرمیوں کو منظم کرے گا۔ طریقہ کار میں فوکس گروپوں سے مشاورت اور ایک بڑی جائزہ کانفرنس شامل ہے۔ جس میں مختلف طبقوں سے تعلق رکھنے والے افراد ملاقات کریں۔ بحث و مباحثہ کریں اور پھر ایک دیرپا صحت مند شہر کے لئے حکمت عملی وضع کریں۔ پروجیکٹ سرکاری حکام، این جی اوز، سی بی اوز اور نمایاں خطرات میں گھرے افراد سے انفرادی انٹرویو بھی کرے گا۔ پروجیکٹ کے ابتدائی مرحلے میں تحقیق چار نمایاں شعبوں میں کی جائے گی۔

۱۔ یہ کراچی میں صحت کی صورتحال کے بارے میں تفتیش کرے گا۔

۲۔ یہ حکومت اور شہری معاشرے کے درمیان تعاون کی حالیہ سطح کا تعین کرے گا۔

۳۔ یہ شہر میں حاکیت کی شراکتی شکل کو فروغ دینے کے طریقوں کو تلاش کرے گا۔

۴۔ یہ رہائش کنندگان اور مقامی حکومت میں یہ تحریک پیدا کرے گا کہ وہ صحت مند شہر کی حیثیت کے حصول کی خاطر اکٹھا کام کریں۔

یہ تحقیق پاکستان میں مقامی، صوبائی اور وفاقی حکومتوں کی مدد کرے گی کہ وہ ایسی پالیسیاں اور پروجیکٹ بنائیں جو کراچی میں صحت کے فروغ کے لئے ہوں یہ این جی اوز اور رقم فراہم کرنے والے بین الاقوامی اداروں کی مدد بھی کرے گی کہ وہ کراچی کے رہائشی ماحول کو بہتر بنانے کی کوششوں پر اپنی توجہ مرکوز کریں۔ اس عمل جسے فوکس گروپ مشاورت اور جائزہ کانفرنس کے نتیجے میں پالیسی کی سطح پر صحت مند شہر کے منصوبے کو فروغ دینے کے لئے معاشرے کی تنظیموں اور حکومت کے درمیان مزید تعاون بڑھے گا۔

تحقیق پروجیکٹ محمد طارق کی سربراہی میں کام کرے گا۔ وہ یارک یونیورسٹی ٹورنٹو۔ کینیڈا میں فیکلٹی آف انوائرمینٹل اسٹڈیز میں گریجویٹ طالب علم ہیں۔ طارق کا تعلق کراچی پاکستان سے ہے۔ وہ یارک یونیورسٹی جانے سے پہلے کراچی میں مختلف ماحولیاتی سرگرمیوں میں ملوث رہے ہیں۔ اس پروجیکٹ میں ان کی معاونت ان کے یارک یونیورسٹی کے دو ساتھی مہرین وادی والا اور تانیا آنند کریں گے۔ پروجیکٹ کی نگرانی فیکلٹی آف انوائرمینٹل اسٹڈیز سے تعلق رکھنے والے اراکین کی ایک ٹیم کرے گی۔ ٹیم میں ولیم فاؤنڈ، ٹریور ہنکوک، ڈیوڈ مورلے اور راجر شیواس شامل ہیں۔

شہری سی بی ای میزبان تنظیم کی حیثیت سے کام کرے گی اور کراچی میں اس پروجیکٹ کے لئے سہولتیں فراہم کرے گی۔ فرحان انور شہری سی بی ای کے ایگزیکٹو رکن اس پروجیکٹ کے لئے مقامی ریسورس پرسن ہیں۔

بقیہ ⇐ تعمیراتی ضمنی قوانین

تک پہنچنے کا اختیار و طاقت حاصل ہے اور اسے اپنا عدالتی ذہن استعمال کرتے ہوئے مقدمے کا فیصلہ کرنا چاہیے"۔

جناب رونالڈ ڈی سوزا رکن شہری نے سیمینار کی رہبری و انصرام کی ذمہ داری نبھاتے ہوئے آخر میں مہمان مقررین و شرکا کا شکریہ ادا کیا۔

ڈی ایچ اے کے مکینوں کے خدشات

ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی نے سی ویو ٹاؤن شپ کے مکینوں کے خدشات کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے علاقے کے مکینوں کے لئے باغات اور کھیل کود کی سہولتوں کے مخصوص فلاحی پلاٹوں پر کنکریٹ ڈھانچوں کی تعمیر کی رفتار کو بڑھا دیا ہے۔

شہر کے بڑے تعمیر کنندگان کی طرح تعمیراتی کام اب رات کو بھی جاری ہے۔ جس سے علاقوں کے مکینوں کا سکون غارت ہو چکا ہے۔ وہ اس پریشانی اور خرابی پر اپنے غم و غصے کا اظہار کر رہے ہیں۔

سی ویو کے مکینوں کا کہنا ہے کہ چھ بڑے پلاٹوں پر قبضہ کیا جا چکا ہے۔ اپارٹمنٹس بلاکوں کی پشت پر واقع ۳۴ویں اسٹریٹ کی جانب جانے والی سڑکوں کے داخلی اور باہر نکلنے والے چھ راستوں کو بند کیا جا چکا ہے۔ یہ غیر قانونی تعمیرات درج ذیل ہیں۔

۱۔ ڈی ایچ اے جونیئر ماڈل اسکول سی ویو جو ۲۳ اور ۲۴ نمبر کے بلاکوں کو متاثر کرتا ہے۔

۲۔ بلاک نمبر ۵۱-۵۲-۷ اے-۵۸ اور ۵۹ کے قریب واقع ڈی ایچ اے جونیئر ماڈل اسکول سی ویو۔

۳۔ بلاک نمبر ۷۶-۷۷-۷۸ اور ۷۹ پر واقع ڈی ایچ اے ماڈل اسکول درخشاں۔

۴۔ چوتھی عمارت ڈی ایچ اے جونیئر ماڈل اسکول/ سی بریز کی ہے۔

۵۔ ڈی ایچ اے کو مونٹیسوری I۔ درخشاں جو ۴۷-۴۸-۵۵ اور ۵۶ نمبر کے اپارٹمنٹس کے درمیان واقع ہے۔

۶۔ ڈی ایچ اے مونٹیسوری II جو بلاک نمبر ۴۱-۴۲-۴۹ اور ۵۰ کے درمیان واقع ہے۔

اس علاقے کے مکین یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ سعید میرٹینس کو چنگ سینٹر کی لیز منسوخ کرکے زمین ایک نجی پارٹی کو دے دی گئی ہے۔ جو بڑی شد و مد کے ساتھ نجی کلب کی تعمیر میں مصروف ہے۔ کلب کے تعمیراتی کام نے زیر زمین بجلی کے کیبل کو بری طرح نقصان پہنچایا چنانچہ بلاک ۵۹ اور ۶۰ میں واقع ۱۸ گھروں کے مکینوں کو ۲۷ گھنٹے تک بجلی کے بغیر گزارا کرنا پڑا۔

سی ویو کے مکینوں نے سی ویو اپارٹمنٹس کے ۱۱۰ ایکڑ کے دائرے میں انتقال پذیری کے لئے ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کے حکام کی مذمت کی ہے۔

(بہ شکریہ : دی اسٹار)

بقیہ ⇦ کیرتھر نیشنل پارک

ایس سی کا اعلان کیا جائے اور اس مقصد کے لئے جسے قائم کرنے پر اتفاق کیا گیا تھا اسے پورا کیا جائے اور تکنیکی، مالیاتی اور انتظامی میکنزم کو بیس لائن مطالعے کے لئے درخواست کی جائے۔ اسے شفاف اور خطرے سے دوچار تمام گروپوں کے سامنے جوابدہ ہونا چاہئے۔

اس منصوبے سے منسلک ماحولیاتی اور متعلقہ معاملات بہت زیادہ حقیقی ہیں اور شہری معاشرے کی شرکت کی اہمیت کو اس طرح کم کرنے کی اجازت کبھی نہیں دی جا سکتی جس کا مظاہرہ حال ہی میں کیا گیا۔

زیر دستخطی

○ ایس ڈی پی آئی۔ اسلام آباد
◆ سنگی ڈیولپمنٹ فاؤنڈیشن۔ پاکستان
○ شرکت گاہ۔ پاکستان
○ ڈبلیو ڈبلیو ایف۔ پاکستان
○ شہری سی بی ای۔ کراچی
○ کریڈ۔ کراچی
○ پائلر۔ کراچی
○ کے اے ڈبلیو۔ ڈبلیو ایس کراچی

بقیہ ⇦ ایٹم بم

تنظیمیں اور افراد متحرک ہو گئے ہیں ہیروشیما اور ناگاساکی کی تباہی کو یاد کرتے ہوئے اپنے ہاں کی نیوکلیائی سرگرمیوں کی مذمت کی جاتی ہے۔ ایکشن کمیٹی اگینسٹ آرمز ریس (ACCAR) کی جانب سے نیوکلیئرائزیشن کے عورتوں پر مرتب ہونے والے اثرات کے بارے میں کچھ کہنے کا مطالبہ تھا۔ عرض کیا کہ ملٹرائزیشن کے عورتوں پر اثرات کے بارے میں تو کچھ کہنا ممکن ہے کہ معاشرے میں اسلحہ کاری یا جنگی صورتحال میں عورتیں بے گھر ہوتی ہیں جنگ میں مردوں کی ہلاکت پر وہ اقتصادی ابتری کا شکار ہوتی ہیں۔ ان پر جنسی تشدد کیا جاتا ہے۔ لیکن ایٹم بم معاشرے میں عورتوں کی کم حیثیتی یا حقوق کی پامالی جیسا مسئلہ نہیں بلکہ انسانیت کی بقاء کا مسئلہ ہے۔ جب انسان ہی نہیں ہوگا تو عورتیں کہاں ہوں گی۔ زندگی ہوگی تو زندگی پر مرتب ہونے والے اثرات بھی نظر آئیں گے۔ ایٹم بم انسانیت کی تباہی کی علامت ہے۔

مجھ سے ایک میڈیکل کالج کی طالبہ نے کہا کہ میں آپ کی بات کیسے مان لوں کہ ہمیں بم نہیں بنانا چاہئے تھا۔ اگر ہندوستان ہم پر بم پھینک دیتا تو....! اب ہم کم از کم ہندوستان کی جارحیت کا جواب دینے کے قابل تو ہیں۔ عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ میڈیکل کالجوں میں پڑھنے والے بہت ذہین اور لائق فائق ہوتے ہیں۔ جب انہی کی معلومات محدود ہوں گی تو ایک عام شخص، جس کا علم یا تو سرے سے ہے ہی نہیں۔ یا بالکل محدود ہے۔ وہ تو یہی کہے گا کہ چاغی کا دھماکہ ہماری بقاء کی علامت ہے۔ ہم اب دنیا کی بہت بڑی طاقت بن گئے ہیں۔ ہمیں اس پر فخر ہے۔

ہیروشیما ڈے کے موقع پر پی ایم اے ہاؤس میں جو تقریب منعقد کی گئی اس میں ایٹمی بم کی تباہ کاریوں کے بارے میں ایک دستاویزی فلم بھی دکھائی گئی۔ جسے ہال میں موجود ۳۰-۳۵ لوگوں نے دیکھا۔ یہ لوگ جو امن پر یقین رکھتے ہیں۔ ایٹمی سرگرمیوں کے اقتصادی، نفسیاتی اور معاشرتی مضمرات سے بخوبی واقف ہیں۔ ان کے بجائے عوام کی اکثریت چاغی کے دھماکے پر خوشی کا اظہار کرنے والوں کی حامی ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ عوامی رائے کو تبدیل کرنے کے لئے اقدامات کئے جائیں۔ اگر ایٹمی تباہ کاری کی فلم کسی پبلک پارک یا کسی چوک میں عوام کو دکھائی جائے تو زیادہ بہتر ہو تاکہ وہ جان سکیں کہ ایک غریب ملک جس کے عوام کی اکثریت کو بنیادی سہولتیں میسر نہیں ہیں وہ ایٹم بم بنانے کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ ایٹم بم بنا کر ہم نے نہ صرف عوام کے منہ سے نوالہ چھینا ہے بلکہ اجتماعی غارت گری کا سامان پیدا کیا ہے۔

ایک وقت تھا کہ اقتصادیات کے طلباء کو یہ پڑھایا جاتا تھا کہ پاکستان کثیر وسائل کا ایک غریب ملک ہے پچھلے تین برسوں کے دوران یہ مقولہ اس طرح تبدیل ہوا کہ پاکستان امیر افراد (چند) کا ایک غریب ملک ہے۔

(آئی پی سی فیچر سروس)

ہماری زمین... ہوا کی ایک باریک و پتلی تہہ

اگر ہم یہ سوچتے ہیں کہ ہمارے گرد موجود ہوا لامحدود ہے تو ہم بہت خطرناک غلطی کا ارتکاب کرتے ہیں۔ زمین کے گرد پائی جانے والی ہوا کی تہہ صرف ۱۵ کلومیٹر (تقریباً" دس میل) دبیز ہے۔ اس میں سے صرف پہلے ۵ سے ۶ کلومیٹر (۳ سے ۴ میل کے قریب) ہوا کہ تہہ میں کافی مقدار میں آکسیجن ہوتی ہے جو انسانوں کے استعمال کے قابل ہے۔

زندگی ایک ڈور سے بندھی ہے۔

۴۵ سینٹی میٹر (۸ انچ) کے ایک گلوب پر قابل استعال ہوا کی موٹائی انسانی بال کی موٹائی کے برابر ہے۔

ہوا جس کی تہہ میں ہم اپنا بہت زیادہ فضلہ پھینکتے ہیں۔ صرف چند کلومیٹر ہی موٹی ہے اگر ہم اسے اسی رفتار سے آلودہ کرتے رہے تو ہوا کی یہ پتلی سی تہہ جلد ہی بھر جائے گی۔ یہ پہلے ہی اتنی زیادہ آلودہ ہو چکی ہے کہ صرف ہماری زندگیاں بلکہ لاتعداد جاندار چیزوں کی زندگیاں بھی داؤ پر لگی ہوئی ہیں۔

(کرن بشیر احمد۔ رکن شہری)

بقیہ ⇦ مدافعتی ٹیکے

سیکریٹری ڈاکٹر اقبال میمن نے نومولود بچوں کو ماں کا دودھ پلانے کی ضرورت اور اہمیت پر زور دیا اور کہا کہ ماں کا دودھ بچے میں مختلف بیماریوں کے خلاف مدافعت پیدا کرتا ہے اور یہ کسی بھی دوسرے دودھ کا نعم البدل ہرگز نہیں ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ بچوں میں سپاری اور دیگر غیر ضروری غذائیں کھانے کے رجحانات کی حوصلہ شکنی ضروری ہے۔ ایسے پروگرام شروع کرنے چاہئیں جو بچوں پر ان کے نقصان دہ اثرات کے بارے میں شعور و آگاہی پیدا کرسکیں۔ بچوں میں تمباکو نوشی کے مضرصحت اثرات کے بارے میں بھی معلومات فراہم کرنے والے مختلف پروگراموں کو شروع کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ عوام کو غذائیت سے بھرپور خوراک کی تیاری کے بارے میں علم مہیا کرنا بہت ضروری ہے۔

اس اجلاس سے رعنا نذیر علی' ڈاکٹر ڈی ایس اکرم اور معصون حسین نے بھی خطاب کیا۔ اس اجلاس کی صدارت جسٹس ماجدہ رضوی نے کی۔ مقررین نے جنس کی تخصیص کے بغیر بچے کو غذا کی فراہمی' کم عمری کی شادی کے نقصانات اور اس پر پابندی' ٹیلی ویژن دیکھنے اور کمپیوٹر اور اس کے کھیلوں پر کنٹرول کی ضرورت پر زور دیا۔ انہوں نے اسکولوں اور کمیونٹی کی سطح پر بچوں کو باقاعدہ کھیلوں کی سہولتوں کی فراہمی پر بھی زور دیا۔

اس اجلاس میں بچوں کی ابتدائی دیکھ بھال کے موضوع پر عباس گروپ کی جانب سے ایک نہایت خوبصورت ڈرامہ بھی پیش کیا گیا جسے حاضرین نے بہت سراہا۔

اقوام متحدہ کے ادارے یونی سیف کی جانب سے شائع ہونے والی یہ رپورٹ اقوام کی ترقی کے بارے میں ایک جامع رپورٹ ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے کہ دنیا بھر میں اب تک ۳۴٫۳ ملین افراد ایڈز کا شکار ہو چکے ہیں جن میں سے ایک تہائی تعداد نوجوانوں کی ہے۔ جن کی عمریں ۱۵ سے ۲۴ برس کے درمیان ہیں۔ ہر منٹ پر ۲۵ برس سے کم عمر کے چھ نوجوان اس بیماری کا شکار ہوتے ہیں۔ بہت سے بالغ خصوصاً" غریب اور ناخواندہ افراد نوجوانوں کو ایچ آئی وی/ایڈز کے بارے میں حقائق کے حصول میں مدد دینے سے قاصر ہیں۔ چنانچہ نوجوان ابلاغی ذرائع یا سڑکوں و گلیوں میں جنس کے بارے میں معلومات حاصل کرتے ہیں۔

نوجوانوں کو اس حقیقت کا علم ضروری ہے کہ تعلیم حاصل کرنا ان کا حق ہے اور انہیں اپنی زندگی اور جسم کے بارے میں فیصلہ کرنے کا حق بھی حاصل ہے۔

رپورٹ میں اس بات پر بھی زور دیا گیا ہے کہ مدافعتی ٹیکوں کے پروگرام کو ترقی پذیر ممالک میں بہتر بنانے اور وسعت دینے کی اشد ضرورت ہے اگرچہ کہ ۸۰ اور ۹۰ کی دہائیوں میں کچھ کامیابیاں حاصل ہوئی ہیں لیکن ہمیوفیلس اور انفلوائنزا ٹائپ بی کی بڑھتی بیماریوں کے خلاف بھی مدافعتی ٹیکوں کی ضرورت ہے کیونکہ یہ بیماریاں جراثیمی نمونیہ Meningitis' ملیریا اور ایچ آئی وی/ایڈز کا باعث ہوتی ہیں۔

(آئی پی سی فیچر سروس)

کراچی کا ٹھوس فضلے کا انتظامی شعبہ

متعلقہ اداروں کی جانب سے اختیار کی جانے والی بیشتر سرگرمیوں اور منصوبوں کے امتیازی اوصاف بیان کئے گئے جن کا مقصد مختصر مدت اور عارضی نوعیت کی پیش قدمیوں پر توجہ مرکوز رکھنا تھا۔ حال ہی میں کچھ طویل مدت کے منصوبوں پر کام کرنے کی کوشش کی گئی تھی لیکن ان بیشتر کوشش میں کوئی ربط نہیں تھا۔ پھر بھی اداروں کی جانب سے اپنی پالیسی کی تیاری و منصوبہ بندی کے طریقہ کار میں اصلاح کی خواہش کا اظہار ہوا۔ یہ کوششیں کتنی کامیاب رہیں اور اس عمل میں کیا کھویا اور کیا پایا؟

یہ مطالعہ شہر کے ٹھوس فضلے کے انتظامی نظام سے نبرد آزما ہونے کے لئے حکومت کے متعلقہ شعبوں کی نوعیت' ضروریات اور صلاحیت کو ان تجربات کی روشنی میں جانچتا ہے جو تین مختلف منصوبوں کی منصوبہ بندی اور عملدر آمد کے دوران حاصل ہوئے تھے۔

کوڑے کرکٹ کی ٹرین سے بات شروع کرتے ہیں۔ یہ اداروں کے کوڑا جمع کرنے اور اسے ٹھکانے لگانے کی صلاحیتوں کو بہتر بنانے کی ایک کوشش تھی اور موجودہ تکنیکی اور افرادی ذرائع سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنا تھا۔ اس کے ساتھ ہی پورے عمل کے بعض پہلوؤں کو فضلے کے انتظام کے جدید اور اعلیٰ ترین خطوط ٹیکنالوجی اور طریقہ کار پر استوار کرنا تھا۔ اس منصوبے میں حکومت کو پالیسی' انتظام اور عملدر آمد کے طریقہ کار میں وسیع تبدیلی شامل تھی۔

اس مطالعے میں جس دوسرے پروجیکٹ کو شامل کیا گیا وہ ایک پیش قدمی تھی۔ جو کراچی شہر کے بعض علاقوں سے ٹھوس فضلے کو جمع کرنے اور نقل و حمل کے نظام کی نج کاری سے متعلق تھی۔ اس کا مقصد بیمار و لاغر حکومتی شعبے پر سے دباؤ کو کم کرنا' آپریشنوں میں اہلیت کو بڑھانا اور اخراجات میں کمی کرنا تھا۔ اس کے علاوہ عوامی شمولیت و شرکت کی بڑھتی ہوئی سطح کو سمونے' شفاف پن اور خدمات کے احتساب کا جائزہ بھی لینا مقصود تھا۔

شہر کے بہت زیادہ آبادی والے علاقوں کے اندر فضلے کو جمع کرنے کی ضرورت و مثال میں کمی لانے کے لئے شہر کے ساتھ ساتھ مقامات کی نشاندہی کی گئی تاکہ حفظان صحت کے اصولوں کے مطابق ان کی کوڑا جمع کرنے کے مقامات کی حیثیت سے تعمیر و ترقی ہوسکے۔ یہ ایک قابل تعریف اور حددرجہ ضروری پیش قدمی تھی جس نے تیسرے تجرباتی مطالعے کا مرکز مہیا کیا۔ آخر میں مختصراً" ایک ایسے نظام پر بحث کی گئی ہے جو کام کر دکھائے گا۔

مطالعے میں ان منصوبوں کا تجزیہ کیا گیا تاکہ سرکاری نظام کے اندر اور باہر دونوں جگہ کام کرتے ہوئے طریقہ کار کو سمجھا جاسکے جو ان کے ترقیاتی حرکیات کو بناتے ہیں۔ فیصلے کس طرح کئے جاتے ہیں اور پالیسیاں کس طرح بنتی ہیں؟ کام کے وقت منصوبہ بندی کے طریقہ کار کیا ہیں؟ مختلف کردار ایک دوسرے سے کس طرح باہم گیر اثرانداز ہوتے ہیں؟ کیا بامعنی عوامی شمولیت کی ضرورت کو کبھی اولیت دی گئی؟ یہ چند سوالات تھے جن کے جواب تلاش کئے گئے

اس مطالعے کا بنیادی مقصد نظام کے کام کرنے کی صلاحیت و اہلیت میں اضافہ کرنا تھا۔ منصوبہ بندی کرنے والوں اور مینیجروں کے فائدے کے لئے شہری ٹھوس فضلے کے انتظام کے لئے کمپیوٹر سے لیس ایک ماہر انتظامی ماڈل بھی تیار کیا گیا ہے۔ پاکستان میں یہ اپنی قسم کی ایک انقلابی کوشش ہے۔

{فرحان انور۔ اگزیکٹو رکن' شہری سی بی ای)

شہری کے لئے رضاکاروں کی ضرورت ہے

شہری کے مختلف منصوبے ذیل میں درج چھ ذیلی کمیٹیوں کی وساطت سے چلائے جاتے ہیں۔

- آلودگی کے خلاف۔
- میڈیا اور بیرونی روابط (تعلقات)
- قانونی (غیر قانونی عمارتیں)
- تحفظ اور ورثہ (پرانی عمارتیں)
- پارکس اور تفریح
- مالی حصول

ہر وہ شخص جو شہری کے جاری اور مستقبل کے منصوبوں کے لئے مدد (رقم/ فیس) کرنا چاہے اس سے گزارش ہے کہ وہ شہری کے دفتر تشریف لائیں یا فون' فیکس یا ای میل کے ذریعے شہری کے سیکریٹریٹ سے رابطہ کریں۔

شہری پارک میں ایک پر لطف دن

شہری نے کچھ عرصہ قبل ایک باغ اپنایا تھا۔ اس باغ کی تعمیر و ترقی کی کوششوں کے سلسلے میں شہری کو شہری معاشرے کے مختلف شعبہ حیات کی جانب سے حوصلہ افزا رد عمل موصول ہوا۔

حال ہی میں لانسیم اسکول کراچی کے طلباء نے درخت لگانے کی مہم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اس قسم کے پرجوش اور ولولہ انگیز رضاکاروں کی مزید کوششوں اور نقد سامان کی صورت میں شرکت ضرورت ہے تاکہ اس منصوبے کو کامیابی کے ساتھ پایہ تکمیل تک پہنچایا جاسکے۔ چنانچہ ہم سے اشتراک کیجئے اور اپنے حصہ کا کام کیجئے۔

آپ اس کار خیر میں کس طرح حصہ لیں۔ اس سلسلے میں مزید معلومات کے لئے آپ شہری کے سیکریٹریٹ سے رابطہ قائم کرسکتے ہیں۔